ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

4

اپریل 2003ء
صفر ۱۴۲۴ھ

- قادیانی یا مسلمان....؟ طارق عزیز وضاحت کریں
- آزادی نسواں کا فریب
- اسلام میں شہادت کا تسلسل

عراق میں خونیں کھیل

اے عبدِ کلام، تیرا ایسا کلام!

- سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مرزا قادیانی
- ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم...... عالم اسلام کا عظیم محقق

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

القرآن

''مومنو! اپنے صدقات و خیرات' احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔ اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اُس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے۔ جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ اسی طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

الحدیث

''حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتے رہو اور گنو مت۔ اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے' راہِ خدا میں دیتے رہو۔''

(بخاری شریف)

الآثار

''یورپ کی مادی تہذیب روز بروز چِتا کا ایندھن بنتی جا رہی ہے۔ اس کی تباہی اسلام کے ہاتھوں نہیں خود اپنے ہاتھوں ہوگی۔ یہ آخری سانس لے رہی ہے۔ یہ اس کی جانکنی کا دور ہے۔ اس کے چہرے پر جو رونق پائی جاتی ہے' وہ موت کے مریض کا آخری سنبھالا ہے۔''

(شورش کاشمیریؒ)

ماہنامہ
نقیب ختم نبوت ملتان
Regd:M.No.32
جلد ۱۴ شمارہ ۴ اپریل ۲۰۰۳ء صفر ۱۴۲۴ھ

بیاد
سید الاحرار حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ
سید عطاء اللہ شاہ بخاری

بانی
ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم
محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۲
دین و دانش	آزادیٔ نسواں کا فریب	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۴
// //	اسلام میں شہادت کا تسلسل	سید عزیز الرحمٰن	۶
افکار	قادیانی یا مسلمان؟ طارق عزیز خود وضاحت کریں	مولانا زاہد الراشدی	۱۴
// //	زلزلہ زدگان..... فوری توجہ کی ضرورت	مولانا زاہد الراشدی	۱۷
// //	اے عہد کلام تیرا ایسا کلام!	سید یونس الحسنی	۲۱
// //	یہ ہے امریکہ!	عرفان صدیقی	۲۴
// //	کربلائے نو	ابو صالح ہاشمی	۲۷
// //	اردشیر کاوس جی کی کج روی	محمد عمر فاروق	۳۰
// //	یہ جہاد کون کرے گا؟	خالد ہمایوں	۳۳
// //	انساں پہ حکمراں ہیں ہلاکو کے جانشیں	الیاس میراں پوری	۳۶
شخصیت	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مرزا قادیانی	عبدالرشید ارشد	۳۹
// //	ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم..... عالم اسلام کا عظیم محقق	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	۴۰
ردّ قادیانیت	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۱۴)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۴۶
حسن انتخاب	حاصل مطالعہ	محمد یوسف شاد	۵۰
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریکی	۵۲
// //	چیدہ چیدہ	لالہ ظفر	۵۳
شاعری	کٹی یا کٹا؟ (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی) رنگ سخن (پروفیسر اکرام تائب)		۵۴
// //	گھر سے لپٹا ہوا اک آئینہ (شفقت رسول مرزا)		
حسن انتقاد	تبصرۂ کتب	سید یونس الحسنی / ابو الادیب	۵۷
اخبار الاحرار	رہنمایان احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	۶۰

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

زر تعاون سالانہ
اندرون ملک: -/150 روپے
بیرون ملک: -/1000 روپے
فی شمارہ: -/15 روپے

ناشر: سید محمد کفیل بخاری
طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون: 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

عراق میں خونیں کھیل

آخر وہی ہوا، جس کا دھڑکا تھا۔ امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے ہنستے بستے شہروں پر میزائلوں اور بموں کی بارش کر دی۔ بغداد و بصرہ کی فضائیں شعلہ فشاں ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں، سینکڑوں عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئی ہیں، آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور دھوئیں کے مرغولے مظلوم عراقی عوام پر سایہ فگن ہیں..... عراق کے جرأت مند عوام کی استقامت کو صد ہزار سلام، جنہوں نے امریکی سامراج کی مزاحمت کا فیصلہ کیا۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں کے جنگ کے خلاف مظاہرے، واشنگٹن اور لندن کے لاکھوں عوام کے احتجاجی جلوس، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی مخالفت اسلحہ انسپکٹروں کی عراق کے حق میں رپورٹس اور یورپی ممالک کی شدید مخالفت۔ غرض کوئی بھی حلیہ وتجویز امریکی صدر بش کو اس غنڈہ گردی سے نہ روک سکی۔ مہاتیر محمد نے سچ کہا ہے کہ ''امریکہ جج اور جلاد دونوں کا کردار بیک وقت خود ہی ادا کر رہا ہے۔'' وہ دنیا کے کسی بھی ملک کو خود مختار اور خود کفیل نہیں دیکھنا چاہتا۔ اگرچہ اس کے اصل ہدف مسلمان ممالک ہیں لیکن وہ کسی غیر مسلم ملک کو بھی عزت کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جاپان ویت نام، کیوبا، پانامہ اور دیگر ممالک میں امریکی مداخلت تاریخی حقیقت ہے۔ اور اب شمالی کوریا کی ترقی وخود انحصاری بھی امریکہ کے لیے شدید تکلیف کا باعث ہے۔

امریکہ مذہبی واقتصادی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر پوری دنیا کے خلاف صف آرا ہے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی قبولیت واشاعت جہاں اس کے لیے سوہان روح بنی ہے، وہاں مسلم ممالک کے قدرتی وسائل بھی اس کی لالچی نظروں میں ہیں۔ وہ بہر صورت و قیمت ان پرش اپنا قبضہ چاہتا ہے۔ یورپی ممالک کا اتحاد اور یورو کا جراء اسے کسی صورت قبول نہیں۔ امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کیا تو یہی دونوں پہلو اس کے مدنظر تھے۔ ایک خالص اسلامی حکومت کا خاتمہ اور دوسرا گیس پائپ لائن پر قبضہ جس سے یورپ بھی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آج اگر عراق پر قبضے کی خواہش میں وہ پاگل، وحشی اور باؤلا ہوگیا ہے تو اس کی دیگر وجوہات کے ساتھ یہی دو وجوہ اہم ہیں۔ چونکہ تیل کے سب سے زیادہ ذخائر عراق کے پاس ہیں۔ یورپین اور دنیا کے دیگر ممالک کو تیس فیصد تیل عراق ہی فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اس دولت پر قبضہ کر کے ان ممالک کو بھی اپنا محکوم ومحتاج بنا لیا جائے۔ دوسری وجہ یہ کہ عرب ممالک میں صرف عراق واحد ملک ہے جو ٹیکنالوجی کے حصول میں آگے بڑھا اور امریکہ کو صرف وہی آنکھیں دکھا سکتا تھا اور جرأت سے بات کر سکتا ہے لہٰذا اس کی قوت وشوکت کو ختم کیا جائے۔ عرب ممالک خصوصاً خلیج پر تو امریکہ پہلے ہی عملاً قابض ہے اور یہ ممالک اپنے وسائل بھی اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتے یہی حال سعودی عرب کا ہے۔ اگر کویت نے عراق کی بربادی کے لیے امریکہ کو اپنے کندھے پیش کیے تو ہم نے بھی

افغانستان کی تباہی کے لیے کند ھے، کمر اور کمک امریکہ بہادر کو پیش کیے۔ عراق پر امریکی حملہ اکیسویں صدی کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو دنیا کا کوئی بھی ملک مستقبل میں امریکی جارحیت اور مظالم سے محفوظ نہیں رہے گا۔ مسلم ممالک میں وسائل کے اعتبار سے عرب ہی طاقتور ہیں اور وہی اپنے وسائل امریکی قبضے میں دے کر فارغ ہو بیٹھے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان ملک پر ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں اور خاموش ہیں۔ اور کچھ نہیں تو ملائیشیا کے مردِ مومن مہاتیر محمد کی زبان میں ہی کچھ کہہ لیتے ۔

یہ تو ہوسکتا ہے دل میں کہوں منہ پہ نہ کہوں
یہ نہ ہوگا کہ ستم گر کو ستم گر نہ کہوں

امریکی مظالم اور جارحیّت کے خلاف تمام مسلم ممالک خصوصاً عرب اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے اپنے ملکوں سے امریکی فوجی اڈے ختم کرائیں، فوجیں واپس بھجوائیں اور اپنے مقبوضہ وسائل کو آزاد کرائیں۔ جنہیں امریکہ ہم مسلمان ملکوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ سامراج کے خلاف میدان جنگ اتنا وسیع کر دیں کہ اس کے لیے لڑنا مشکل ہو جائے۔ جس جس ملک میں امریکی اڈے ہیں، وہیں اس کے خلاف جہاد اور جنگ کی جائے تاکہ اگر وہ جنگ کرے بھی تو خود بکھر کر رہ جائے۔ مسلم حکمران امریکی امداد پر انحصار کرنے کی بجائے اللہ کی مدد پر بھروسہ اور یقین کر کے ٹھوس اقدامات کریں۔

ملا محمد عمر نے سچ کہا تھا کہ ''اگر ہم امریکی مطالبات مان لیتے تو پھر ہمارے ساتھ یہی کچھ ہونا تھا مگر ہم نے حق اور مزاحمت کا راستہ اختیار کیا اور ہمیں اللہ کے اس وعدے پر یقین ہے:

وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ''اور تم ہی سربلند رہو گے، اگر سچے مؤمن ہو۔''

وکان حقاً علینا نصر المؤمنین ''اور اللہ پر حق ہے مومنوں کی مدد''

اگرچہ ملا محمد عمر اور صدام حسین کی شخصیتوں اور خیالات میں بعد المشرقین ہے۔ ان کے بعض انتظامی اقدامات سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اسلام پر ایمان دونوں کی قدر مشترک ہے۔ صدام حسین نے ملا محمد عمر کی طرح جرأت، استقامت اور مزاحمت کا راستہ اختیار کر کے مسلمانوں کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔ انہوں نے جارح اور سفاک بش کے احکامات ماننے اور عراق کو پلیٹ میں سجا کر امریکہ کو پیش کرنے سے صریحاً انکار کر دیا۔ آج اگر حالات کے جبر سے مسلم حکمران خاموش ہیں تو کل انہیں بولنا پڑے گا۔ نہیں بولیں گے تو باری آنے پر امریکہ انہیں خود بلوائے گا۔ مگر اس وقت ان کے حق میں کوئی نہیں بولے گا۔ آج کی خاموشی تب ان کے لیے موت کی خاموشی ثابت ہوگی۔ ہم اللہ کی مدد سے مایوس نہیں۔ اللہ کرے جنگ طویل ہو تو پھر دن امریکہ کے بھی گنے جا چکے ہیں۔

آج مجبور ہیں حالات کی سختی سے سبھی
وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

آزادیٔ نسواں کا فریب

آج مغربی افکار کی یورش میں یہ پروپیگنڈہ ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے اندر عورت کو نقاب اور پردے کے اندر گھونٹ دیا گیا ہے، اس کو چاردیواری کے اندر قید کر دیا گیا ہے لیکن یہ سارا پروپیگنڈہ درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد معلوم نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کا اس بات پر ایمان ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں ،انسان کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، مرد اور عورت دونوں کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں تو پھر ان کا مقصد تخلیق بھی معلوم کرے گا اور اگر خدانخواستہ اس پر ایمان نہ ہو تو پھر بات آگے نہیں چل سکتی اور اس زمانے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور لادینیت کے میدان میں روز بروز آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں' ان کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں اور علامات دکھا رہے ہیں' جن سے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اگر اللہ پر ایمان نہ ہو تو بات آگے چل ہی نہیں سکتی لیکن اگر اللہ پر ایمان ہے اور یہ پتہ ہے کہ اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور مرد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، عورت کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے تو اب پیدائش کا مقصد بھی اسی سے پوچھنا چاہیے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا؟ اور عورت کو کیوں پیدا کیا؟ اور دونوں کی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

یہ نعرہ آج بہت زور شور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے، مغربی افکار نے یہ پروپیگنڈہ ساری دنیا میں کیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اگر مرد اور عورت دونوں ایک ہی جیسے کام کے لیے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مرد کا جسمانی نظام اور ہے، عورت کا جسمانی نظام اور ہے، مرد کا مزاج اور ہے اور عورت کا مزاج اور ہے، مرد کی صلاحیتیں اور ہیں، عورت کی صلاحیتیں اور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صنفیں اس طرح بنائی ہیں کہ دونوں کی تخلیق ساخت اور اس کے نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اور مشاہدہ کا انکار ہے۔ اس لیے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد اور عورت کی ساخت میں فرق ہے۔ نئے فیشن نے مرد اور عورت کے فطری فرق کو مٹانے کی کتنی کوششیں کر دیکھیں' چنانچہ عورتوں نے مردوں جیسا لباس پہننا شروع کر دیا اور مردوں نے عورتوں جیسا لباس پہننا شروع کر دیا، عورتوں نے مردوں جیسے بال رکھنا شروع کر دیئے اور مردوں نے عورتوں جیسے بال رکھنا شروع کر دیئے۔ لیکن اس بات سے انکار اب بھی نہیں کیا جا سکتا کہ مرد اور عورت دونوں کا جسمانی نظام، صنفیں، انداز زندگی اور صلاحیتیں مختلف ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول کریم ﷺ کی تعلیمات سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت انسانی زندگی دو مختلف شعبوں پر منقسم ہے۔ ایک گھر کے اندر کا شعبہ ہے اور ایک گھر کے باہر کا شعبہ ہے۔ یہ دونوں شعبے ایسے ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ لئے بغیر ایک متوازن اور معتدل زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔ گھر کا انتظام بھی ضروری ہے اور گھر کے

باہر کا انتظام بھی ضروری ہے۔ جب دونوں کام ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھیک چلیں گے تب انسان کی زندگی استوار ہوگی اور اگر ان میں سے ایک انتظام بھی ختم یا ناقص ہو گیا تو اس سے انسان کی زندگی میں توازن ختم ہو جائے گا۔

ان دونوں شعبوں میں، اللہ تعالیٰ نے یہ تقسیم فرمائی کہ مرد کے ذمے گھر کے باہر کے کام لگائے، مثلاً کسب معاش (یعنی روزی کمانے کا کام) سیاسی اور سماجی کام وغیرہ۔ یہ سارے کام درحقیقت مرد کے ذمے عائد کیے ہیں اور گھر کے اندر کا شعبہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے حوالے کیا ہے، وہ اس کو سنبھالیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آجاتا کہ عورت باہر کا انتظام کرے گی اور مرد گھر کا انتظام کرے گا تو بھی کوئی چون و چرا کی مجال نہیں تھی۔ لیکن اگر عقل کے ذریعے انسان کی فطری تخلیق کا جائزہ لیں تو عورت گھر کے اندر کا کام کرے، اس لیے مرد اور عورت کے درمیان اگر تقابل کر کے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جسمانی قوت جتنی مرد میں ہے، اتنی عورت میں نہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد میں عورت کی نسبت جسمانی قوت زیادہ رکھی ہے اور گھر کے باہر کے کام قوت کا تقاضا کرتے ہیں، محنت کا تقاضا کرتے ہیں، وہ کام قوت اور محنت کے بغیر انجام نہیں دیئے جاسکتے، لہٰذا اس فطری تخلیق کا بھی تقاضا یہی تھا کہ گھر کے باہر کا کام مرد انجام دے اور گھر کے اندر کے کام عورت کے سپرد ہوں۔

جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کی کوئی قیمت ہی نہ رکھتی ہو اور جہاں عفت و عصمت کی بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار، پردہ اور احیاء کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جب مغرب نے تمام اخلاقی اقدار کو مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کیے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا، اس کا خوبصورت اور معصوم نام ''تحریک آزادیٔ نسواں'' ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو، تمہیں آزادی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیے۔ اب تک تمہیں حکومت و سیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آ کر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے منصب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بے چاری ان دلفریب نعروں سے متاثر ہو کر گھر سے باہر آ گئی اور پروپیگنڈے کے تمام وسائل کے ذریعے شور مچا مچا کر اسے یہ باور کرا دیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے اور اب اس کے رنج و محن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا، اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کا منصب بخشا گیا، اسے ''اسٹینو ٹائپسٹ'' بننے کا اعزاز دیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کے لیے ''سیلز گرل'' اور ''ماڈل گرل'' بننے کا شرف بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو، یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے، تجارتی اداروں کے لیے ایک شو پیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

حافظ سید عزیز الرحمٰن

اسلام میں شہادت کا تسلسل

اسلام کی تاریخ، جاں فروشی اور جاں سپاری کی ان گنت داستانوں کی حامل ہے۔ شہادتوں کا یہ سفر اسلام میں ایک طویل عرصے سے جاری ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کے صاحبزادے اور ہند ابی ہالہ کے بھائی حارث بن ابی ہالہ اسلام کے پہلے شہید ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت کا سب سے پہلے شرف حاصل کیا

اسلام کے سب سے پہلے شہید

اسلام میں یہ رتبۂ بلند پانے والے پہلے صحابیٔ رسول کا اسم گرامی حارث بن ابی ہالہؓ ہے۔ آپ اُمّ المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کے بیٹے تھے۔ ابن الکلبی اور ابن حزم کے مطابق حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اللہ کے راستے میں شہادت کا شرف حاصل کرنے والے پہلے شخص ہیں جو حرم کعبہ میں رکن یمانی کے پاس شہید ہوئے۔ اسلام کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کو اسلام کی کھلم کھلا تبلیغ کا حکم دیا تو ایک روز آپ مسجد الحرام میں کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''لوگو! لا الہٰ الا اللہ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' یہ سن کر مشرکینِ مکہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حارث بن ابی ہالہؓ آپ ﷺ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے تو کفار نے انہیں گھیر لیا اور بالآخر وہ شہید ہو گئے۔ جب حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اس وقت مسلمانوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ (۱)

پہلی شہید خاتون

اسلام کا پیغام جوں جوں آگے بڑھتا رہا۔ اسی رفتار سے کفار کے مظالم میں شدت آتی گئی اور اسلام سے متاثر ہو کر اس کی دعوت قبول کرنے والے صحابۂ کرام پر عرصۂ زیست تنگ ہوتا چلا گیا۔ حضرت سیدہ سمیعہ رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی شہید خاتون ہیں اور خواتین اسلام کے لیے ان کی ذات باعثِ فخر موجب انبساط ہے۔ جنہوں نے اس میدانِ جاں فروشی و جاں سپاری میں تمام خواتین اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے صحیح معنیٰ میں جان دینے کا حق ادا کر دیا۔ آپؓ ایک جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔ حضرت سمیعہ رضی اللہ عنہا ضعیف خاتون تھیں۔ آپ کو ایک شرف یہ بھی حاصل ہے کہ آپ السابقون الاوّلون میں شامل ہیں۔ (یعنی ان ابتدائی مسلمانوں میں جو اسلام کی ابتدائی دعوت کے نتیجے میں اسلام لائے تھے۔) روایات کے مطابق آپ ابتدائی سات مسلمانوں میں شامل ہیں اور ابن سعد نے سندِ صحیح کے ساتھ مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حضرت سمیعہ اسلام کی پہلی خاتون شہید ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی شہادت کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ابوجہل نے ایک چھوٹا نیزہ حضرت سمیعہ رضی اللہ عنہا کی ران میں مارا، جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ (۲)

شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہؓ کی شجاعت اور بہادری ضرب المثل ہے۔کفار ومشرکین آپؐ کے دلیرانہ حملوں سے سخت پریشان تھے۔حضرت حمزہ جس پر تلوار اٹھاتے اس کا لاشہ ہی پھر زمین پر تڑپتا ہوا نظر آتا تھا۔غزوۂ بدر میں جبیر ابن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی قتل ہوا تھا۔اس کا یہ قتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوا تھا۔جبیر ابن مطعم کو اس کا بہت صدمہ تھا۔اپنے چچا کا بدلہ لینے کی خواہش دل میں کروٹیں لے رہی تھی۔وحشی بن حرب (حضرت وحشی بعد میں مسلمان ہوگئے تھے) جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔جب غزوۂ احد کا معرکہ ہوا تو جبیر بن مطعم نے وحشی بن حرب سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے بدلے میں حضرت حمزہ کو قتل کردو تو تم آزاد ہو۔چنانچہ جب اُحد کے مقام پر معرکۂ حق وباطل بپا ہوا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مشرکین مکہ باہم مدمقابل ٹھہرے۔جنگ کا آغاز ہوا۔جب صفیں مرتب ہوگئیں تو قریش کی صفوں سے سباع بن عبدالعزیٰ مبارزت طلب کرتا ہوا نکلا اور پکارا ''ہے کوئی میرا مقابل'' اس کا جواب دینے کے لیے مسلمانوں کی صفوں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نکلے اور اسے مقابلے کے لیے للکارا۔جب وہ سامنے آیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس پر اس قدر شدید وار کیا کہ وہ اسی وقت جہنم واصل ہوگیا۔اسی دوران وحشی وہیں میدانِ کارزار میں ایک چٹان کی آڑ میں بیٹھا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ موقع ملے تو حضرت حمزہ پر حملہ کرے۔جب وہ لڑتے لڑتے وحشی کے قریب ہوئے تو اس نے اپنے چھوٹے نیزے سے جسے عرب حَربَہ کہتے ہیں' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کردیا۔وہ نیزہ اس نے حضرت حمزہؓ پر پھینک مارا' جو ان کی ناف پر لگا اور آر پار ہوگیا۔یہی زخم ان کی شہادت کا سبب بنا۔اس غزوہ میں مسلمان بڑی تعداد میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے' جن کی تعداد روایات میں ستر (۷۰) بیان کی جاتی ہے۔مسلمانوں کی شہادت کے بعد مشرکین مکہ کے ساتھ آنے والی خواتین نے مسلم شہداء کا مثلہ کیا جو اس زمانے کی لڑائیوں کا اہم حصہ تھا۔اس میں مقتولوں کا مخالف گروہ ان کے ہاتھ، پاؤں اور ناک وغیرہ کاٹ کر اظہارِ مسرت اور خوشی کرتا ہے۔چنانچہ اس قدیم رسم کے مطابق یہاں بھی مسلمانوں کا' مشرکین مکہ کی خواتین نے مثلہ کیا۔ان کے ناک اور کان کاٹ کر ان کا ہار بنایا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی مثلہ کیا گیا۔جب جنگ کا ہنگامہ سرد پڑ گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے۔آپ نے انہیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں، شکم اور سینہ مبارک چاک ہے۔یہ جگر خراش منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آبدیدہ ہوگئے۔آپ نے فرمایا کہ ''(اے حمزہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو۔جہاں تک مجھے معلوم ہے' تم بہت مخیّر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔'' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ''سید الشہداء'' کا لقب عطا فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت حمزہ اللہ کے نزدیک روزِ قیامت تمام شہیدوں کے سردار ہوں گے۔'' (۳)

شہادت سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ

غزوۂ احد کے اسی معرکہ میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی پیش آیا۔حضرت حنظلہ اسلام لا چکے تھے مگران کا باپ ابو عامر فاسق کافروں کی طرف سے لڑ رہا تھا۔اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھا۔حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔انہوں نے حضور اکرم رحمتِ عالم ﷺ سے اپنے باپ کا مقابلہ کرنے کی اجازت طلب کی، مگر رحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بیٹا باپ کے مقابل آئے اور اس پر تلوار اٹھائے۔آپ ﷺ نے حضرت حنظلہؓ کو اس اقدام سے منع فرمادیا لیکن جہاد میں حضرت حنظلہ مسلمانوں کی طرف سے شریک تھے۔انہوں نے کفارِ مکہ کے سالار ابوسفیان (جو بعد میں مسلمان ہوگئے تھے) پر حملہ کیا۔لیکن ابوسفیان ان کے وار سے محفوظ رہے۔ایک جانب سے اچانک شداد بن اسود نے پیچھے سے جھپٹ کر ان کے وار کو روکا اور پھر پلٹ کر حضرت حنظلہ پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔حضرت حنظلہ کی شہادت کے بعد حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ فرشتے حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کو آسمان اور زمین کے درمیان سفید ابر کے پانی اور چاندی کے برتنوں سے غسل دے رہے ہیں۔آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر ان کی اہلیہ سے صورت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ غسل کئے بغیر ہی آوازِ جہاد بلند ہونے پر جہاد کی غرض سے گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔حالانکہ ان کو غسل کی حاجت تھی مگر جب انہوں نے جہاد کے لیے پکار سنی تو ان کے جذبۂ عمل نے اتنی تاخیر بھی قبول نہ کی کہ غسل ہی کر لیتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو اس درجے قبول کیا کہ ان کے لیے ان کی روح کو علیین میں پہنچنے سے قبل ہی، غسل کا انتظام فرمادیا۔انہیں فرشتوں کے معصوم اور نورانی ہاتھوں سے غسل دیئے جانے کی بنا پر آپ کو ''غسیل ملائکہ'' کا لقب ملا۔ابواُسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔(۴)

شہادت سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ

صفر ۴ ہجری میں قبیلۂ عضل اور قارہ کے کچھ لوگوں نے آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے قبیلے کے نومسلموں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سکھانے کے لیے کچھ افراد ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔آپ ﷺ نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ان کے ہمراہ کر دیا، ان میں سیدنا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔اس جماعت کا سربراہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔راستے میں اس قافلے میں بن لحیان نے حملہ کر دیا۔اس حملے کے نتیجے میں کچھ صحابہ شہید اور حضرت زیدؓ اور حضرت خبیبؓ قید ہوگئے۔انہیں قید کرنے والوں نے انہیں مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔جنگِ بدر میں حارث بن عامر نامی مکہ کا ایک شخص حضرت خبیبؓ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔اس لیے اس کے بیٹوں نے حضرت خبیبؓ کو خرید کر قید کر دیا۔ایک روز انہیں شہید کرنے کا ارادہ کیا۔اس نیت سے انہیں حرم پاک سے باہر لے گئے۔حضرت خبیبؓ نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت ادا کرنے کی مہلت دو۔انہوں نے اجازت دے دی۔نماز کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس خیال سے نماز طویل نہیں کی کہ تم یہ گمان کرو کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ

نے انہیں سولی پر لٹکا کر شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنے کا طریقہ رائج کیا (۵)۔ جب حضرت خبیبؓ کا یہ واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو جا کر خبیب کو سولی پر سے اتار لائے اور اس کے بدلے جنت حاصل کرے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اور میرے ساتھی مقداد بن اسود یہ کام سرانجام دیں گے۔ چنانچہ یہ دونوں صحابۂ کرام روانہ ہوگئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے۔ جب مقام تنعیم پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ سولی پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش لٹکی ہوئی ہے اور اس کے پاس چالیس پہرے دار اس کی حفاظت کے لیے موجود ہیں۔ ان دونوں نے اُن پہرے داروں کو غافل پا کر حضرت خبیبؓ کی لاش کو اتار لیا جو اس وقت تک بالکل ترو تازہ تھی۔ ان کا ہاتھ زخم پر تھا اور زخم میں تازہ خون اور اس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی، حالانکہ ان کو سولی پر لٹکائے چالیس روز ہو چکے تھے۔ حضرت زبیرؓ ان کو گھوڑے پر رکھ کر روانہ ہوگئے۔ جب پہرے داروں کی آنکھ کھلی اور انہیں اس واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے قریش کو مطلع کیا۔ انہوں نے ستر سوار ان کے تعاقب میں روانہ کئے۔ جب یہ سوار قریب پہنچے تو حضرت زبیرؓ نے حضرت خبیبؓ کی لاش کو زمین پر رکھ دیا، فوراً زمین شق ہوئی اور وہ حضرت خبیبؓ کی لاش کو نگل گئی۔ اس واقعہ کے سبب حضرت خبیبؓ کو ''بلیع الارض'' کہا جاتا ہے۔ (یعنی زمین کے نگلے ہوئے)۔ شہادتوں کے اس سفر میں حضرت خبیبؓ کی یہ امتیازی شان ہے۔ حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا اور ان کی اس شجاعت و بہادری پر آسمان سے شاباش ملی۔ حضرت جبرائیل حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ''دونوں پر فرشتے بہت فخر کرتے ہیں۔'' (۶)

شہدائے بیئر معونہ

یہ واقعہ بھی صفر ۴ ہجری کا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بہت بڑی تعداد قیمتی جانیں دین اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قربان کی۔ ان صحابہ کرامؓ کا امتیازی وصف یہ تھا کہ یہ تمام صحابۂ کرام حفاظ ہونے کے ساتھ ساتھ قراء بھی تھے اور ان کی تعداد بخاری شریف کی روایت کے مطابق ۷۰ تھی، ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلام مدینہ منورہ اپنے آغاز کے مراحل میں تھا اور مسلمان بہت تھوڑی تعداد میں تھے، ان صحابہ کرام کی یہ بڑی قربانی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ ابو براء عامر بن مالک مدینہ منورہ آیا۔ آپ ﷺ نے حسبِ معمول اسے دعوتِ اسلام دی، اس نے کچھ واضح جواب نہ دیا، البتہ یہ کہا کہ میرے ساتھ کچھ صحابہ کو بھیجیں، جو اہل نجد جائیں، مجھے امید ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں گے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اہلِ نجد کی طرف سے اندیشہ ہے، ابو براء نے کہا کہ میں ضامن ہوں۔ آپ ﷺ نے منذر بن عمرو سعدیؓ کو امیر بنا کر ستر صحابہ کرام کو روانہ کر دیا، جب بیئر معونہ کے مقام پر پہنچے، جو ایک کنویں کا نام تھا، تو اچانک رعل و ذکوان قبائل کے لوگ نمودار ہوئے اور حملہ کر دیا۔ صحابۂ کرام اس صورت حال کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لڑنے نہیں آئے، مگر

وہ لوگ نہ مانے اور تمام صحابہ کرامؓ کو بے دردی سے شہید کردیا۔صرف چند صحابہ بچے جو کسی سبب سے وہاں موجود نہ تھے۔(۷)

شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ میں اپنے اقدامات،عدل وانصاف،نظم وضبط اور انتظام و انصرام کے لحاظ سے نہایت بلند مقام کے حامل ہیں۔آپ کے فضائل بے شمار ہیں جو کتبِ حدیث میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔آپ کی سب سے اہم فضیلت یہ ہے کہ آپ کو زندگی ہی میں جنت اور شہادت کی بشارت دی گئی اور زبانِ نبوت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں نعمتوں کی خوشخبری سنی۔ایک روز آپ صبح کے وقت اپنے معمول کے مطابق نمازِ فجر ادا کرنے کے لیے مسجد الحرام میں تشریف لے گئے۔ابھی آپ نے نماز شروع کی تھی کہ ایک مجوسی غلام ابولولو (جس کے مالک حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ تھے) جو محرابِ مسجد نبوی میں چھپا ہوا بیٹھا تھا وہ آپ پر حملہ آور ہوا۔اس نے اپنے زہر آلود خنجر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شکم مبارک میں تین وار کیے۔یہ وار اس قدر کاری تھے کہ حضرت عمرؓ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ان کی جگہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ابولولوء اس واردات کے بعد فرار ہونا چاہتا تھا مگر نمازیوں کی تنی ہوئی صفوں کے درمیان سے اس کو راہِ فرار نہ مل سکی۔اُس نے جب کوئی راستہ نہ دیکھا تو اس نے مزید صحابہ کرام (جو صف بستہ نماز کی ادائیگی میں مصروف تھے) کو زخمی کرنا شروع کردیا۔اس کے حملوں سے تیرہ صحابہ کرامؓ زخمی ہوئے جن میں سے سات صحابہ کرامؓ بعد میں شہید ہوگئے۔اس دوران نماز ختم ہوگئی اور ابولولوء پکڑا گیا مگر اس دوران اس نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرلی۔نماز کے بعد لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لے آئے۔تھوڑی دیر کے بعد انہیں جب ہوش آیا تو اُن کا پہلا سوال یہ تھا کہ میرا قاتل کون ہے؟ بتایا گیا کہ ابولولوء نامی مجوسی غلام ہے تو حضرت عمرؓ نے تکبیر بلند کرکے اپنی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اللہ کا شکر کہ میری شہادت ایک کافر کے ہاتھ سے ہوئی۔سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کی خبر آناً فاناً پورے شہر (مدینہ) میں پھیل گئی۔سارا شہر افسردہ ہوگیا۔آپ کے علاج کی کوشش کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی۔حالتِ نزع شروع ہوئی اور یکم محرم الحرام ۲۳ھ کو جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔آپ کو حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں حجرۂ سیدہ عائشہ صدیقہؓ میں دفن کیا گیا۔شہادت کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ کے لیے انتخاب کی غرض سے آپ نے چھ رکنی کمیٹی قائم فرمائی جو اس حالت میں آپ کے مسلمانوں کے معاملات میں آپ کی دلچسپی اور بیدار ذہن کی دلیل ہے۔(۸)

شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں سب سے اہم کردار عبداللہ ابن سبا تھا جسے تاریخ منافق یہودی کا درجہ دیتی ہے۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری ایامِ خلافت میں بیرونی سازشوں کے نتیجے میں خلافت کی مخالفت شروع ہوگئی۔شورش برپا کرنے والوں نے آخر کار مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے سمجھانے پر ایک بار تو واپس

ہو گئے مگر پھر فوراً ہی راستے میں پلٹ کر آ گئے اور ایک واقعہ کو بنیاد بنا کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارِ خلافت سے سبکدوش ہو جائیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے خلافت کا لباس مجھے پہنایا ہے' وہ میں اپنے ہاتھوں سے نہیں اتاروں گا۔'' لیکن باغی شورش پر آمادہ دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''اگر تم خلافت سے دستبردار نہ ہوئے تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا اور اگر کوئی اور شخص ہماری راہ میں مزاحم ہوا تو اس کا بھی ہم مقابلہ کریں گے۔'' یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پایۂ ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ''میں خلافت سے دستبردار نہیں ہوں گا لیکن میں کسی کو تم سے لڑنے کے لیے بھی نہیں کہوں گا اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو میری مرضی اور حکم کے خلاف کرے گا۔ میں مدینۃ الرسول میں خون بہانا نہیں چاہتا۔'' مگر باغی بالکل ٹس سے مس نہ ہوئے اور انہوں نے کاشانۂ خلافت کا اس قدر سختی سے محاصرہ کر لیا کہ وہاں کوئی چیز آ سکتی تھی' نہ جا سکتی تھی۔ اس وقت جاں نثاروں کی ایک جماعت نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت کا عزم کیا مگر آپؓ نے انہیں بہ اصرار واپس بھیج دیا۔ چند نوجوان صحابہؓ البتہ وہاں سے نہ گئے۔ ان میں سیدنا حسین، ابن عباس، محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ باغیوں نے بالآخر پانی تک بند کر دیا۔ محاصرے کی شدت اور حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا باغیوں کو سمجھانے کے لیے تشریف لائیں مگر انہوں نے ان کی شان میں گستاخی کی۔ ام حبیبہؓ کی سواری کو زخمی کر کے گرا دیا۔ چند افراد نے آپؓ کو وہاں سے نکال کر محفوظ مقام پر پہنچایا۔ اس وقت مدینہ منورہ کی حالت خطرناک تھی۔ باغیوں کے سامنے صحابہ کرامؓ اپنے آپ کو بے بس تصور کر رہے تھے۔ یہ حالات دیکھ کر بہت سے حضرات مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ کچھ لوگوں نے گھروں سے نکلنا چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آخری وقت تک باغیوں کو سمجھاتے رہے لیکن باغیوں نے انہیں بھی بے بس کر دیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں آخری مرتبہ بلایا تو حضرت علیؓ کو جانے سے زبردستی روک دیا گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے اپنا عمامہ اتار کر قاصد کو دیا اور فرمایا کہ جو صورت حال ہے' وہ جا کر حضرت عثمانؓ سے کہہ دو۔ درحقیقت یہ ساری صورت حال اسلام کے خلاف تھی اور حضرت عثمانؓ اس کو خوب سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے محاصرے کے دوران باغیوں سے کئی بار خطاب کیا اور ان کی توجہ حقائق کی جانب دلانے کی کوشش کی۔ اپنی ایک تقریر میں فرمایا: ''یاد رکھو! بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تا قیامت تم نہ تو ایک ساتھ نماز ادا کر سکو گے، نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔'' (۹)۔ اور ایک بار فرمایا ''میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم کو معلوم نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مسجد بہت تنگ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس زمین کو خرید کر جو مسلمانوں کے لیے وقف کرے گا؟ اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی۔'' اس وقت میں نے ارشاد کی تعمیل کی اور زمین کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کی' آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز تک پڑھنے سے روک رہے ہو جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں بیئر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا دوسرا کوئی کنواں نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے؟ اسے جنت میں اس سے بہتر ملے گا' تو میں نے اس کو خرید کر وقف کیا۔ آج

تم مجھے اس کنویں کا پانی پینے سے منع کر رہے ہو۔'' صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد نے عرض کی کہ ہمیں لڑنے اور باغیوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دی جائے' مگر حضرت عثمانؓ نے انہیں سختی سے منع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی آخر وقت تک یہ خواہش رہی کہ مدینۃ النبی میں خونریزی نہ ہو۔ پھر جب بعض صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ مکہ یا شام کی طرف نکل جائیں تو فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا شہر نہیں چھوڑ سکتا۔ درحقیقت انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ محاصرے کے دوران' جمعہ کا دن آ پہنچا۔ آپؓ نے روزہ رکھا' نیا پاجامہ زیب تن کیا' بیس غلام آزاد کئے اور قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ مکان کے دروازے پر حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت محمد بن مسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باغیوں کو روکے ہوئے تھے' مگر باغیوں نے دروازے کو آگ لگا دی اور مکان کی پچھلی جانب سے کچھ باغی گھر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت میں مصروف تھے۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر قرآن کریم کو ٹھکرا دیا۔ ایک دوسرے شخص نے پیشانی پر حملہ کیا' جس سے خون ابل پڑا اور سیدنا عثمانؓ گر پڑے۔ اس کے بعد ایک شخص نے آپ کے سینہ مبارک پر چڑھ کر کئی وار کئے جس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔ اس دوران آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کو بچانے کے لیے بڑھیں تو ان کی تین انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ آپؓ جس وقت شہید ہوئے' اس وقت یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ''پس تمہیں ان سے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا' جاننے والا ہے۔''۔ آپ کی شہادت ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی اس پر مزید ستم یہ ہوا کہ آپ کی لاش دو روز تک پڑی رہی' کسی کو تدفین تک کی اجازت نہیں تھی۔ دوسرے روز چند افراد نے بحث کر کے جنازہ اٹھایا۔ جنازہ اٹھانے والے صرف چار آدمی تھے۔ کابل سے مراکش تک کے بلا شرکتِ غیرے فرمانروا کو صرف سترہ افراد کی مختصر سی جماعت نے جنت البقیع میں خفیہ طور پر دفن کر دیا (۱۰)۔

شہادت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ وقت تھے، جو شہید ہوئے، ان کے بعد خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شہادت کے مرتبہ سے سرفراز ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں تین خارجیوں نے مل کر حضرت عمرو بن العاس، حضرت معاویہ بن ابوسفیان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے کی سازش تیار کی، باقی دو تو اپنی سازش میں کامیاب نہ ہو سکے، البتہ عبدالرحمٰن بن ملجم اپنی سازش میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ایک اور خارجی شبیب اشجعی کو بھی شریک کر لیا، ایک روز نماز فجر پڑھانے کے لیے حضرت علیؓ باہر نکلے، یہ دونوں راستے میں چھپے ہوئے تھے، ان دونوں نے فوراً حملہ کر دیا، زخم کاری لگا، حضرت علیؓ نے لوگوں کو آواز دی، لوگوں نے چاروں طرف سے دھاوا بول دیا، ابن ملجم تو پکڑا گیا، البتہ اس کا ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا، اسے حضرت علی کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اچھا کھانا اور نرم بستر دو، اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا، اور اگر میں وفات پا گیا تو اسے بھی میرے پاس پہنچا دینا، اس کا معاملہ رب العالمین کے

سامنے پیش کروں گا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اور ہفتے کی رات اسی حالت میں رہے، اور گیارہ رمضان المبارک اتوار کی رات کو وفات پا گئے اور اپنے پیش رو خلفائے ثلاثہ اور حضور اکرم ﷺ سے جا ملے، یہ سن ۴۰ ہجری کا واقعہ ہے۔(۱۱)

حضور اکرم ﷺ کی امت میں ہونے کا شرف پانے والوں کے سب سے پہلے طبقے کی جاں نثاری و جاں فروشی کے یہ چند مظاہر پیش کئے گئے۔سلسلۂ شہادت کی ہر کڑی کا ذکر یہاں مقصود نہیں۔صرف ان واقعات کا ذکر کیا گیا، جو اپنی کسی خصوصیت کے سبب خاص شان اور امتیازی خصوصیت کی حامل تھے، اس سلسلے کی ایک کڑی شہادت حسین رضی اللہ عنہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع اور شہادت کی سعادتِ عظمیٰ نصیب فرمائے۔آمین

حوالہ جات

(۱)ابن الحجر العسقلانی ٗالاصابہ ٗ مکتبہ تجاریہ الکبریٰ مصر ۱۹۳۹ءٗج ۲ٗص ۲۹۲

(۲)زرقانی ٗشرح مواہب المدنیہ ٗدار المعرفہ ٗبیروت ۹۳ءٗ ج ۱ٗص ۲۶۶ ٗاحمد زینی ٗالسیر ۃ النبو یہ ٗداراحیاء التراث العربی ٗبیروت ٗج ۱ٗص ۲۳۸،۲۳۹

(۳) ابن سعد ٗالطبقات الکبریٰ ٗدار الکبت العلمیہ ،بیروت ،۹۷ءٗ ج ۳ٗص ۵/ زرقانی ٗ ج ۲ٗص ۵۱/ الاصابہ ٗج ۱ٗص ۳۵۳/ ابن الحجر العسقلانی ٗفتح الباری ٗقدیمی دواخانہ کراچی ٗج ۷/کتاب المغازی فی الجواب مختلفۃ/ ابن ہشام السیر ۃ النبو یہ ٗدار المعرفہ ٗبیروت ٗ۱۹۷۸ءٗج ۳ٗص ۱۷۸

(۴)السہیلی ٗالروض الانف ٗدار المعرفہ ٗبیروت ۷۸ءٗج ۳ٗص ۱۶۳/ السیوطی ٗخصائص کبریٰ ٗمدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ٗج ۲/ ابن کثیر ٗالسیر ۃ النبو یہ ٗداراحیاء التراث العربی ٗبیروت ٗج ۳ٗص ۴۱

(۵)بخاری ٗالصحیح ٗمصطفیٰ البابی الحلبی ٗمصر ٗ۵۳ءٗج ۳ٗص ۲۰

(۶)زرقانی ٗ ج ۲ٗص ۳۷/ ابن کثیر ٗالبدائیہ والنہایہ ٗدار الفکر ٗبیروت ٗ ج ۴ٗص ۶۷/ ابن سید الناس ٗعیون الاثر ٗ مکتبہ ذر التراث ٗمدینہ منورہ ۹۲ءٗج ۲ٗص ۶۴

(۷)ابن ہشام ٗج ۲ٗص ۲۳۱/ بخاری ٗ ج ۳ٗص ۲۰/ زرقانی ٗ ج ۲ٗص ۷۷

(۸)الاصابہ ٗت ۵۷۳۸/ ابن الاثیر ٗالکامل ٗص ۳ٗص ۱۹

(۹)ابن سعد ٗج ۳ٗص ۵۵

(۱۰)ابن سعد ٗج ۳ٗص ۳۹/ الاصابہ ٗج ۲ٗص ۴۶۲/ ابن عبد البر ٗالاستیعاب ٗج ۳ٗص ۶۹

(۱۱)ابن سعد ٗج ۳ٗص ۱۴/ ابن کثیر ٗالبدائیہ والنہایہ ٗج ۷ٗص ۲۴۹/ محمد بن یوسف الصالحی الشافی ٗسہل الہدیٰ والرشد ٗدار الکتب العلمیہ ٗبیروت ٗ۹۳ءٗج ۲ٗص ۲/ الاصابہ ٗج ۴ٗص ۴۶۲

مولانا زاہدالراشدی

قادیانی یا مسلمان؟

طارق عزیز خود وضاحت کریں!

صدر جنرل پرویز مشرف کے پرنسپل سیکرٹری اور نیشنل سیکورٹی کونسل کے سیکرٹری جناب طارق عزیز کے حوالہ سے ایک بار پھر قادیانیت کا مسئلہ منظر عام پر آیا ہے اور لاہور کے بعض علماء کرام کی طرف سے اس مطالبہ نے اب تک زیر لب ہونے والی باتوں کو باقاعدہ خبر کی زبان دے دی ہے کہ جناب طارق عزیز کے والد بزرگوار کا جنازہ پڑھنے والے مسلم حکام کو تجدید ایمان کرنی چاہیے کیونکہ وہ قادیانی تھے۔ اس کے جواب میں طارق عزیز صاحب کے فرزند شعیب عزیز کا بیان آیا کہ ان کی فیملی کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہیں قادیانیت کے ساتھ ملوث کرنا افسوسناک ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ ان کے پردادا قادیانی ہوگئے تھے لیکن ان کے دادا عزیز احمد نے جن کے جنازے کے حوالے سے علماء کا مذکورہ بیان شائع ہوا ہے' قادیانیت سے توبہ کرلی تھی۔ یہ کم وبیش ہر حکومت کے دور میں ہوتا رہا ہے کہ حکومت یا اس کے پس پردہ کام کرنے والے اہم حکام کے بارے میں اس قسم کے شکوک وشبہات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے کہ وہ قادیانی ہیں اور ان میں سے بہت سے حضرات کو اپنی پوزیشن کی کھلے بندوں وضاحت کرنا پڑی ہے۔ بعض حضرات کو اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا صرف قادیانیت کے بارے میں کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے اس کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے۔

اصولی طور پر تو یہ مسئلہ سب اقلیتوں کے بارے میں ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں کسی کلیدی منصب پر' جس کا تعلق پالیسی سازی سے ہو' کسی غیر مسلم کو مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی ریاست کی پالیسیوں کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوتی ہے اور غیر مسلموں کے لیے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے نیز کسی غیر مسلم کو اس کے عقیدہ اور دین کے خلاف پالیسی سازی کے عمل میں شریک کرنا خود اس کی مذہبی آزادی کے منافی اور اس پر مذہبی جبر کے مترادف ہے۔ اس لیے اسلام نے انہیں کسی بھی ایسی ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے' جس میں انہیں اپنے مذہب اور عقیدہ کے خلاف دوسرے دین اور عقیدہ کی بنیاد پر کام کرنا پڑے۔ اسی لیے پاکستان میں دینی حلقوں کی طرف سے مسلسل یہ مطالبہ چلا آرہا ہے کہ ملک کی کلیدی آسامیوں پر غیر مسلموں کے تقرر کو ممنوع قرار دیا جائے۔ یہی صورت حال فوج اور

دفاع کی بھی ہے کہ اسلامی ریاست میں جنگ، دفاع اور فوج کا تعلق اسلام کے فریضہ جہاد سے ہے' حتیٰ کہ پاکستانی فوج کا ماٹو بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا دینی فریضہ تو صرف مسلمان پر لاگو ہوتا ہے' کسی غیر مسلم کو اس کے لیے بھرتی کیا جائے گا تو یہ اس سے اس کے عقیدے کے خلاف کام لینے کے مترادف ہوگا اور اسلام اس کا روادار نہیں ہے۔ اس لیے اسلام نے اسلامی ریاست کے تمام غیر مسلم باشندوں کو ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھاتے ہوئے ایک معمولی سے ٹیکس کے عوض ہر قسم کی فوجی ذمہ داری سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور فوجی ڈیوٹی سے استثنیٰ پر عائد کیا جانے والا ٹیکس ہی شرعی اصطلاح میں جزیہ کہلاتا ہے۔

مگر اس اصولی مؤقف سے قطع نظر پاکستان میں بہت سے کلیدی عہدوں حتیٰ کہ فوج میں بھی غیر مسلم افسران کو ہر دور میں برداشت کیا جاتا رہا ہے اور علماء کرام نے اصولی مؤقف کے اظہار کے باوجود سول یا فوج کے کسی غیر مسلم افسر کو شخصی طور پر کبھی اپنی مہم اور مطالبات کا ہدف نہیں بنایا' البتہ قادیانیوں کا معاملہ اس سے الگ ہے اور پاکستان بننے کے بعد سے ہی اس مہم اور جدوجہد کا آغاز ہو گیا تھا کہ کسی قادیانی کو ملک کے کسی اہم منصب پر برداشت نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں دینی حلقوں کی تنقید کا سب سے پہلا ہدف وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان تھے جو کھلم کھلا قادیانی تھے بلکہ قادیانیت کے پرچارک تھے اور ۱۹۵۳ء کی مشہور تحریک تحفظ ختم نبوت میں دینی حلقوں کے مطالبات میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ سے ان کی برطرفی کا مطالبہ بھی شامل تھا۔

قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کی حساسیت کی بہت سی وجوہ ہیں' مثلاً ایک وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا اور نئی وحی اور نبوت کا ڈھونگ رچایا بلکہ جناب نبی اکرم ﷺ اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ایسی ایسی گستاخیاں کی ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے واقف ہوتے ہوئے کسی قادیانی کو اپنے افسر کے طور پر قبول نہیں کر سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے متحدہ ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کو قبول نہیں کیا اور ان کے تیسرے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی یہ پیش گوئی اب بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ ''پاکستان ختم ہوگا اور دوبارہ اکھنڈ بھارت قائم ہوگا۔'' چنانچہ اس وصیت یا پیش گوئی کی موجودگی میں پاکستان کی سالمیت اور وجود کے ساتھ قادیانیوں کی دلچسپی اور وفاداری مشکوک ہو جاتی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ متعدد اہم مواقع پر قادیانی افسران کا یہ کردار قومی تاریخ کے ریکارڈ پر ہے کہ انہوں نے ہمیشہ بیرونی وفاداریوں اور ہدایات کو ترجیح دی ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ قادیانیوں کا کردار پاکستان میں استعماری قوتوں کے آلہ کار کا رہا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے اپنے بارے میں پاکستان کی سپریم کورٹ، وفاقی شرعی عدالت اور منتخب پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو قبول کرنے سے صراحتاً انکار کر رکھا ہے' جس میں انہیں عالم اسلام کے تمام دینی حلقوں کے مشترکہ فتویٰ کی رو سے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور اس طرح

قادیانی جماعت وہ واحد گروہ ہے جو بدستور پاکستان کو تسلیم کرنے سے صاف طور پر منحرف ہے۔ان کے علاوہ اور وجوہ بھی ہیں جن کی وجہ سے پاکستان کے عوام بالخصوص دینی حلقے قادیانیوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں اور وہ بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ فوج یا سول کے کسی بھی اہم عہدے پر کسی قادیانی کی موجودگی اسلامیان پاکستان کے دینی جذبات کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی سالمیت اور قومی خود مختاری کے تقاضوں کو بھی نظر انداز کرنے کے مترادف ہے اور خاص طور پر موجود علاقائی اور عالمی صورت حال میں اس قسم کے خطرہ اور رسک کا ملک کسی طرح بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔جناب طارق عزیز' صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے پرنسپل سیکرٹری ہیں نیشنل سیکورٹی کونسل کے سیکرٹری بھی ہیں۔انہیں عملی طور پر صدر پاکستان کے دست راست کی حیثیت حاصل ہے اور قومی معاملات میں ان کا متحرک کردار سب واقفان حال کے سامنے ہے۔اس کے ساتھ ہی اب ان کا نام پنجاب کے نئے گورنر کے طور پر لیا جارہا ہے اور بین الاقوامی میڈیا کے حوالے سے یہ خبر آچکی ہے کہ جناب طارق عزیز' جنرل خالد مقبول کی جگہ پنجاب کے آئندہ گورنر ہوسکتے ہیں۔جہاں تک ان کے قادیانی ہونے کا تعلق ہے اب تک ہمارا سامنا صرف افواہوں اور قیاس آرائیوں سے تھا اور اسی وجہ سے ہم نے اس سلسلہ میں ابھی تک کچھ عرض نہیں کیا، حتیٰ کہ گزشتہ دنوں لاہور اور اسلام آباد کی بعض محافل میں کچھ ذمہ دار دوستوں نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا کہ جناب طارق عزیز کا قادیانی ہونا ایک قطعی بات ہے،لیکن ہم نے گزارش کی کہ جب تک اس کا ثبوت فراہم نہیں ہوگا ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے۔

لیکن اب طارق عزیز کے فرزند شعیب عزیز نے اپنے وضاحتی بیان میں یہ کہہ کر معاملہ کو خود مشکوک بنادیا ہے کہ ان کے پردادا قادیانی ہوگئے تھے مگر دادا نے قادیانیت سے توبہ کرلی تھی پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ بات طارق عزیز کی ہو رہی ہے اور وہ خود اس کی وضاحت کرنے کی بجائے بیٹے کا سہارا لے رہے ہیں، اس لیے ہمارے خیال میں شعیب عزیز کے وضاحتی بیان سے مسئلہ صاف ہونے کی بجائے مزید الجھ گیا ہے اور طارق عزیز صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ خود اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے صاف طور پر بتائیں کہ قادیانیوں کے بارے میں خود ان کا عقیدہ کیا ہے؟ یہ بات کوئی نئی نہیں ہے، اس سے قبل صدر محمد ایوب خان مرحوم، صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور وٹو عوامی مطالبہ پر اپنے قادیانی نہ ہونے کی وضاحت کرچکے ہیں اور انہوں نے اپنے اوپر قادیانی ہونے کا الزام نہ لیتے ہوئے کھلے بندوں اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے، لہٰذا جناب طارق عزیز بھی اگر اپنے عقیدہ کی خود وضاحت کریں گے تو اس سے ان کی عزت اور اعتماد میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوگا۔

☆☆☆

مولانا زاہد الراشدی

زلزلہ زدگان......فوری توجہ کی ضرورت

محترمی جناب سید محمد کفیل بخاری السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

ایک خالص انسانی مسئلہ کی طرف آنجناب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال نومبر کے دوران شمالی علاقہ جات کے ضلع دیامیر سے متاثرہ ہزاروں شہریوں کو شکایت ہے کہ ناردرن ایریا ایڈمنسٹریشن مبینہ طور پر مذہبی تعصب کی وجہ سے ان کے مسائل ومشکلات کی طرف مناسب توجہ نہیں دے رہی۔ اس لیے ان کا مطالبہ ہے کہ حکومت پاکستان خود زلزلہ سے متاثر ہونے والے عوام کی بحالی کے کام کی نگرانی کرے اور چونکہ ماہرین ارضیات اس علاقہ میں مزید زلزلوں کی پیش گوئیاں کر رہے ہیں۔ اس لیے شہریوں کو محفوظ مقامات تک منتقل کرنے کے انتظامات کیے جائیں۔

متاثرین کے اس مطالبہ کی ابھی تک کوئی معتدل شنوائی نہیں ہوئی جبکہ ہماری معلومات کے مطابق مزید زلزلوں کی پیش گوئی کرنے والے ماہر ارضیات فقیر شاہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ گزشتہ دنوں سنکیانگ میں آنے والے زلزلہ نے ماہرین ارضیات کے خدشات کی تصدیق کر دی تھی اور اب اے پی پی کی رپورٹ کے مطابق دس مارچ کو استور کے علاقہ میں بھی دوبارہ زلزلہ آیا ہے اور وہاں کے باشندوں کے بقول کم از کم بارہ مقامات پر زمین سے گرم لاوا مسلسل ابل رہا ہے۔ اس صورت حال میں اس خطہ کے عوام کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت پاکستان فوری طور پر متوجہ ہو کر متاثرہ عوام کی بحالی اور محفوظ مقامات کی طرف منتقلی کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ آپ بھی اس سلسلہ میں مؤثر آواز اٹھا کر مظلوم شہریوں کی مدد کریں۔ (زاہد الراشدی)

شمالی علاقہ جات، جن کا صدر مقام گلگت ہے، سیاسی اور جغرافیائی دونوں حوالوں سے پاکستان کا حساس ترین خطہ ہے اور ایک عرصہ سے بین الاقوامی حلقوں کی اس پر نظر ہے۔ شمالی علاقہ جات کا ضلع دیامر اس لحاظ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ کارگل کی طرف جانے والی شاہراہ اس کے علاقہ سے گزرتی ہے اور چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر دنیا کا وسیع میدان دیوسائی بھی اسی ضلع میں واقع ہے، جسے حاصل کرنے کے لیے مغربی قوتیں کافی عرصہ سے بے چین ہیں، اس لیے کہ اس بلند ترین میدان کو مورچہ بنا کر چین، بھارت، افغانستان، روس اور پاکستان کو بآسانی واچ کیا جا سکتا ہے۔ شمالی علاقہ جات میں رہنے والوں کی مذہبی تقسیم بھی عجیب سی ہے۔ اہل تشیع کے تین فرقے آغا خانی، اثنا عشری اور نور بخشی اس خطہ میں آباد ہیں۔ انہیں اکٹھا شمار کیا جائے تو مجموعی طور پر ان کی اکثریت بنتی ہے اور اسی حوالہ سے شمالی علاقہ جات کو پاکستان کا مستقل اور الگ صوبہ بنانے کے

مطالبات ہوتے رہتے ہیں۔حالانکہ بین الاقوامی نقشوں اور دستاویزات کے مطابق یہ علاقہ متنازعہ کشمیر کا حصہ ہے‘ جس کا فیصلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کی رو سے رائے شماری کے ذریعے‘ عوام کی مرضی کے مطابق ہونا باقی ہے اور اس تنازعہ کے مستقل حل تک پاکستان نے عارضی طور پر اس خطہ کا انتظام سنبھالا ہوا ہے۔جناب محمد خان جونیجو مرحوم کی وزارت عظمیٰ کے دور میں اسے پاکستان کا صوبہ بنانے کے منصوبے پر کام بھی شروع ہوگیا تھا مگر کشمیری رہنماؤں کے شدید احتجاج پر یہ منصوبہ ترک کرنا پڑا۔کشمیری لیڈروں کا موقف یہ تھا کہ بین الاقوامی دستاویزات کی رو سے یہ کشمیر کا حصہ ہے جو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق متنازعہ علاقہ ہے۔اس لیے اگر اسے پاکستان کا صوبہ بنالیا گیا تو مسئلہ کشمیر پر کشمیری عوام کے موقف کو نقصان پہنچے گا اور بھارت نے مقبوضہ کشمیر کو اپنا صوبہ بنانے کا جو اعلان کر رکھا ہے‘ اسے جواز فراہم ہوجائے گا۔

پاکستان، بھارت، چین، روس اور افغانستان کی سرحدات کے درمیان گھرا ہوا شمالی علاقہ جات کا یہ خطہ اسی وجہ سے مسلسل بین الاقوامی سازشوں کی زد میں ہے اور این جی اوز کا ایک وسیع نیٹ ورک اس علاقہ میں اپنا جال پھیلائے ہوئے ہے‘ جس کی طرف دینی حلقے وقتاً فوقتاً ملک کے محبّ وطن حلقوں کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔شمالی علاقہ جات میں سے ضلع دیامر اہل سنت کی اکثریت کا ضلع ہے اور شاہراہِ ریشم پر واقع ہونے کی وجہ سے اس ضلع کے عوام اپنے مطالبات منوانے کے لیے شاہراہ ریشم کو بلاک کر دینے کا ہتھیار بھی استعمال کرتے رہتے ہیں مگر گزشتہ چند ماہ سے یہ ضلع قدرتی آفات کی زد میں ہے اور نومبر۲۰۰۲ء کے آغاز سے شروع ہونے والے مسلسل زلزلوں نے ضلع دیامر کے علاقہ استور کے عوام کو بے گھر بلکہ دربدر کر دیا ہے۔

نومبر کے پہلے ہفتے میں ایک زلزلہ آیا‘ جس میں مٹھاٹ اور رائے کوٹ کے دو گاؤں مکمل تباہ ہوگئے۔دس افراد جاں بحق‘ سینکڑوں زخمی ہوئے اور ہزاروں بے گھر ہونے پر مجبور ہوگئے۔پاک آرمی لوگوں کی مدد کو پہنچی اور این جی اوز نے بھی اپنا اپنا محاذ سنبھالا مگر ماہرین ارضیات نے یہ بتا کر لوگوں کو خوفزدہ کر دیا کہ اس خطہ میں بھی اور زلزلے آنے کا قوی امکان ہے ‘اس لیے عوام نے حکومت سے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ انہیں دوبارہ اسی علاقہ میں آباد کرنے کی بجائے دوسرے علاقوں میں منتقل کیا جائے۔حکومتی حلقے عوام کو تسلیاں دیتے رہے لیکن ماہرین ارضیات کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی اور ۲۱ نومبر کو پہلے سے زیادہ شدید زلزلہ آیا جس میں پانچ گاؤں ڈوٹیاں‘ ڈشکن‘ مشکن ‘ تریبنگ اور ہرچو تباہی کی زد میں آئے۔بیس افراد جاں بحق ہوئے سات ہزار سے زائد لوگ بے گھر ہوئے‘ بیشتر مکانات رہائش کے قابل نہ رہے اور زمین میں دراڑیں پڑ گئیں۔ پاک آرمی‘ این جی اوز‘ حکومتی حلقوں اور ان کے ساتھ الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ امدادی کاموں کے لیے آگے بڑھے مگر تباہی کا دائرہ کہیں زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے عوام کی مشکلات کا خاطر خواہ حل نہیں ہوا بلکہ ان کی پریشانیوں اور شکایات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔زلزلہ سے متاثرہ حلقوں کا کہنا ہے کہ ایک تو ناردرن ایریا کی مقامی انتظامیہ مبینہ طور پر مذہبی عصبیت کی وجہ سے ضلع دیامر کے عوام کی مشکلات کے حل میں خاطر خواہ دلچسپی نہیں لے رہی اور دوسرے نمبر پر باہر سے جو امداد آرہی ہے‘ وہ متاثرہ لوگوں تک نہیں پہنچ پا رہی۔غیر ملکی این جی او نے شمالی علاقہ جات کی انتظامیہ کو متاثر عوام تک پہنچانے کے

لیے مبینہ طور پر پندرہ کروڑ اور حکومت پاکستان نے بارہ کروڑ روپے فراہم کیے ہیں۔ لیکن متاثرین کا کہنا ہے کہ یہ رقم ان تک نہیں پہنچی بلکہ راستہ میں ہی کہیں غائب ہوگئی ہے۔ یہ بھی متاثرین کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ خیمے اور کمبل جوان کے لیے آئے تھے وہ راستے میں رہ گئے ہیں اور انہیں بہت تھوڑی تعداد میں گھٹیا قسم کے ٹاٹ کے کمبل تھما دیے گئے ہیں۔ متاثرین کی ایک شکایت یہ بھی ہے کہ حکومتی کارندے متاثرہ علاقوں میں جاتے ہیں چند لوگوں کو تھوڑا سا امدادی سامان دے کر ٹی وی کوریج حاصل کرتے ہیں اور فوٹو کھنچوانے کے بعد واپس لوٹ جاتے ہیں مگر اس سب کچھ سے قطع نظر زیادہ پریشانی اور الجھن کی بات یہ ہے کہ ماہرین ارضیات اس خطہ میں مزید شدید زلزلوں کی پیش گوئی کررہے ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس خطہ کی آبادی کو فوری طور پر دوسری جگہ منتقل کیا جائے لیکن حکومت اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ اس سلسلہ میں روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی نے ۲۱ جنوری کو ایک رپورٹ شائع کی، جس میں کہا گیا کہ شمالی علاقوں میں مزید تباہ کن زلزلوں کا خطرہ اب بھی موجود ہے۔ زلزلے نہ آنے اور جھٹکے بند ہوجانے سے متعلق ماہرین کی رپورٹ درست نہیں ہے بلکہ غیر ملکی ماہرین کی تحقیق وتصدیق کے نتیجے میں یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ نانگا پربت کے آس پاس علاقوں میں میلوں رقبے پر پھیلے ہوئے ''رائے کوٹ فالٹ'' کے اندر زیر زمین ایک خطرناک لاوے آتش فشاں کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے اس علاقے میں جاری زیر زمین دھماکوں کی خوفناک آوازیں، حالیہ تباہ کن زلزلے اور اب تک جاری مسلسل جھٹکے اسی لاوے کے ارتعاش کا نتیجہ ہیں اور ایک بڑے آتش فشاں کی موجودگی کی واضح علامات ہیں۔

شمالی علاقوں کے ممتاز ماہر ارضیات فقیر شاہ نے ''جنگ'' کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ میں نے صرف غیر ملکی ماہرین کی رپورٹ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود بھی حالیہ زلزلوں سے قبل اور زلزلوں کے بعد ''رائے کوٹ فالٹ'' پر مکمل تحقیق کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس حوالے سے غیر ملکی ماہرین کی طرف سے کی گئی تحقیقی رپورٹ حقیقت پر مبنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آتش فشاں کے مکمل طور پر پھٹنے کے نتیجے میں کسی بھی وقت ایک شدید اور تباہ کن زلزلہ آسکتا ہے، جس سے تمام شمالی علاقے بالعموم اور رائے کوٹ فالٹ بالخصوص بری طرح متاثر ہوں گے۔ کئی دیہات اور قصبات صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور پہاڑوں کی ہیئت تبدیل ہوجائے گی۔

غیر ملکی اور ملکی ماہرین ارضیات کی ان رپورٹوں اور چیخ وپکار کے باوجود حکومتی حلقوں میں سرد مہری کی سی کیفیت طاری ہے اور نہ صرف یہ کہ خطرہ کے علاقہ سے آبادی کو محفوظ مقامات کی طرف منتقل کرنے کا کوئی پروگرام سامنے نہیں آرہا بلکہ اب تک متاثر ہونے والے خاندانوں اور افراد کی امداد اور انہیں آباد کرنے کے پروگرام میں بھی کوئی سنجیدگی دیکھنے میں نہیں آرہی، جس کی وجہ غلط یا صحیح طور پر متاثرہ علاقوں کے لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ شمالی علاقہ جات کی انتظامیہ ضلع دیامر کے عوام سے مذہبی تعصب کی وجہ سے بے اعتنائی برت رہی ہے اور حکومت پاکستان بھی چونکہ مقامی انتظامیہ کی رپورٹوں کی بنیاد پر ہی اپنی پالیسی اور پروگرام طے کرتی ہے۔ اس لیے ناردرن ایریا ایڈمنسٹریشن کی طرف سے ''سب اچھا'' کی روایتی رپورٹ کے

مطابق حکومت پاکستان نے بھی اس معاملہ میں سنجیدہ دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے۔حتیٰ کہ گزشتہ دنوں وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے متاثرہ علاقوں کے دورے کا پروگرام بنایا مگر وہ مسلسل موخر ہوتا جارہا ہے۔

زلزلہ زدہ علاقے کے متاثرین کو پاکستان کے دینی رہنماؤں اور سیاسی قائدین سے بھی شکایت ہے کہ ان کے حالات اور مشکلات کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی' صرف آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار محمد عبدالقیوم خان نے ان کی بات کو توجہ سے سنا اور اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے' اخباری بیانات کے ذریعہ بلکہ خود وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی سے ملاقات کر کے انہیں شمالی علاقوں کی حالت زار کی طرف توجہ دلائی جبکہ ان کے علاوہ کسی اور معروف دینی یا سیاسی لیڈر کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی سرگرمی دیکھنے میں نہیں آئی۔

مجھے گزشتہ دنوں اسلام آباد میں دو روزہ قیام کے دوران شمالی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے پاکستان شریعت کونسل کے رہنما مفتی سیف الدین اور دیگر متاثرہ افراد سے ملاقات کر کے ان سے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا۔مفتی صاحب کا اپنا گاؤں اس زلزلہ کی نذر ہو گیا ہے اور ان کی خاندانی جائیداد اور مکان بھی زلزلہ کی نذر ہو گئے ہیں۔مفی سیف الدین' اسلام آباد میں جی الیون کی مسجد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے خطیب ہیں اور متاثرہ عوام کی بحالی، امداد اور محفوظ مقامات تک ان کی منتقلی کی طرف حکومتی حلقوں کو توجہ دلانے کے لیے مسلسل سرگرم عمل ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ زلزلہ کا شکار ہونے والے عوام کی بے بسی کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے بس کا کرایہ تک نہیں ہے۔اکثر لوگوں نے ۱۲ منفی سینٹی گریڈ تک کی سردی خیموں اور عام کپڑوں میں گزاری ہے۔بہت سے لوگ شدید سردی کی وجہ سے بیمار پڑ گئے ہیں۔دو وقت کی روٹی اور سر چھپانے کے لیے چھت ان کے لیے مسئلہ بن گئی ہے اور اس پر مزید زلزلوں اور تباہی کی پیش گوئیوں اور وقفہ وقفہ سے رونما ہونے والے مسلسل جھٹکوں نے ان کا سکون برباد کر دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی ان کے مسئلہ کو خود براہ راست ڈیل کریں' انہیں بے رحم اور متعصب بیوروکریسی کے رحم وکرم پر نہ چھوڑیں۔صدر اور وزیراعظم خود متاثرہ علاقوں کا دورہ کر کے غریب اور مظلوم عوام کو حوصلہ دلائیں۔متاثرین کے لیے مخصوص کی جانے والی رقم کم ہے' اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہ رقم متاثرین تک ضرور پہنچے۔جن علاقوں میں ماہرین ارضیات مزید زلزلوں اور آتش فشاں لاوا پھٹنے کی پیش گوئی کر رہے ہیں۔ان علاقوں کی آبادی کو بلا تاخیر محفوظ مقامات کی طرف منتقل کیا جائے اور کسی بڑی تباہی سے قبل صورت حال کو سنبھالنے کی بروقت تدبیر کی جائے۔

شمالی علاقہ جات کے زلزلہ زدہ عوام کی تباہ حالی کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش خدمت ہے۔یہ حکومت اور سیاسی و دینی رہنماؤں کا ہی نہیں بلکہ ہم سب کی توجہ کا مستحق ہے اور ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے' اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو اس سلسلے میں دلچسپی لینی چاہیے اور جو شخص جس درجہ اور انداز میں اپنے بھائیوں کی مشکلات کم کرنے کے لیے کچھ کر سکتا ہے' اسے اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

سید یونس الحسنی

اے عبدِ کلام‘ تیرا ایسا کلام!

گزشتہ دنوں جمہوریہ ہند کے صدر اور ایٹمی سائنسدان عبدالکلام نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ایسی باتیں کہی ہیں جو ہر بھارتی حکومت مدت مدید سے کہتی رہی ہے۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ واجپائی، ایڈوانی اور بال ٹھاکرے کی بدروحیں ان میں حلول کر گئی ہیں اور ساتھ ہی اس مثلث کی غوزیں اڑانے کی عادت قبیح بھی ان کے رگ و پے میں سما گئی ہے۔ نظر بہ ظاہر ایک قاصر ہمت کفش بردار ایسے تیکھے ٹیڑھے الفاظ کہنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی قابو چی نے یہ تقریر لکھی اور میاں مٹھو نے دہرادی۔ ملاحظہ فرمایئے:

> ’’پاکستان نے سرحد پار دہشت گردی ختم کرنے سے متعلق اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کی ہیں بلکہ وہ سفارتی روایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت میں اپنے سفارت خانے کے ذریعے مجاہد گروپوں کو سرمایہ فراہم کررہا ہے۔ اس نے دوستانہ تعلقات کے قیام کے لیے تمام بھارتی اقدامات کا نفرت سے جواب دیا ہے۔ اب بھی سرحد پار شدت پسندوں کے تربیتی کیمپ قائم ہیں اور ان کی مالی اعانت جاری ہے۔ بنگلہ دیش میں پاکستانی خفیہ ادارہ آئی ایس آئی بھارت دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ اس لیے بھارت پاکستان کے ساتھ مذاکرات شروع نہیں کرسکتا۔‘‘

ہم بر بنائے دیانت سمجھتے ہیں کہ صدر جمہوریہ کو انتہائی غور و پرداخت کے بعد گفتگو کرنا چاہیے تھی‘ اس کی پشت پناہی میں وہ سب کچھ کہہ گئے جو انہیں زیب نہیں دیتا۔ یوں بھی یہ معاملہ صداقت کی بوباس سے بالکل عاری ہے۔ تاریخی شہادت کے تحت کنٹرول لائن کوئی مسلمہ انٹرنیشنل باؤنڈری لائن نہیں بلکہ جنگ بندی لائن ہے۔ اس کے دونوں اطراف کے باسی بھی اسے مستقل سرحد تسلیم نہیں کرتے۔ منقسم خاندان باہم ملاقاتوں کے لیے مختلف راستوں سے آتے جاتے رہتے ہیں‘ جنہیں روکنے کا کوئی اخلاقی جواز موجود نہیں۔ مقبوضہ کشمیر کی متنازع حیثیت بین الاقوامی برادری تسلیم کرتی ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ مختلف قراردادیں منظور کر چکا ہے کہ اہل کشمیر کی قسمت کا فیصلہ خود وہاں کے عوام استصواب رائے کے ذریعے کریں گے‘ اس لیے خط متارکہ جنگ کے اس طرف اور اس پار یو این مبصرین موجود ہیں۔ جو پورے خطے پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ خود بھارت نے یہ عہد کیا تھا کہ مسلمانان کشمیر کو حق خود ارادیت دیا جائے گا۔ نصف صدی بیت گئی‘ انڈیا بار بار کی یاددہانیوں کے باوصف غاور بنا رہا۔ پھر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق وارثان کشمیر نے مسلح مزاحمت شروع کردی۔ تقریباً ایک لاکھ مسلمان کشمیر بپاس حریت کا نذرانہ پیش کرچکے ہیں مگر ان کے جذب وجنوں میں کمی نہیں آئی۔ البتہ

بھارت اپنی افواج کے گھونگھٹ اٹھانے سے غصے کا بھوت ہو گیا ہے۔نوبت بہ ایں جارسید کہ نام کے مسلمان صدر ہند کو بھی اندازِ جہاں بانی کی پہچان نہیں رہی۔ان کے خطاب میں مظلوموں کے لیے کوئی استبشار نہیں' استکبار ضرور جھلکتا ہے۔پاکستان پر دہشت گردی ختم کرنے سے متعلق ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کا جو الزام انہوں نے دہرایا ہے' روسی صدر پیوٹن کئی بار لگا چکے ہیں۔خارجہ پالیسی میں بھارت کو سردست ایک کامیابی ملی ہے کہ امریکہ، برطانیہ، بھارت اس سلسلے میں اس کے ہم نوا ہو کر وہی راگ الاپ رہے ہیں۔ایسا عموماً ہوتا رہتا ہے کہ کوئی بڑی کامیابی نہیں بعض مجبوریوں کے تحت وہ پرانے موقف سے گریزاں نظر آتے ہیں' دستبردار نہیں ہوئے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے' وہ کشمیریوں کی تحریک آزادی میں ان کی معاونت کا مکلّف ہے اور یہاں مقیم لاکھوں کشمیری اور کروڑوں پاکستانی ان کی پشت پر ہیں' اسی پس منظر میں جموں و کشمیر کی آزاد حکومت کے صدر سردار محمد انور اور وزیراعظم سردار سکندر حیات خان دوٹوک اعلان کر چکے ہیں کہ وہ کسی مصنوعی حد بندی کو تسلیم نہیں کرتے جو کشمیریوں کی آمد و رفت میں خلل ڈالے اور آزادی کشمیر کے بیس کیمپ کی حیثیت مجروح کرے۔ویسے بھی دہشت گردی اور جہاد حریت میں بعد المشرقین ہے' دہشت گردی ختم کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاد کشمیر میں رکاوٹ ڈال کر کشمیریوں کی جان اور عصمتوں کی قربانیوں کو بے قدر کر کے انہیں لاوارث چھوڑ دیا جائے اور غاصب بھارتیوں کو من مانیوں کے لیے کھلا موقع دے دیا جائے۔غیر جانبداری کے ساتھ بنظر تعمق جائزہ لیا جائے تو دہشت گردی کا لفظ بھارتی رویے پر صادق آتا ہے۔ بھارتی افواج نے کشمیریوں میں خوف و ہراس اور وحشت ناک کیفیات پیدا کر رکھی ہیں، نہتے لوگوں کو گھروں سے نکال کر گولیوں کی باڑھ پر رکھا جاتا ہے۔معصوم خواتین کو بے حرمت کیا جاتا ہے، ان کے گھر تباہ کئے جاتے ہیں، ان کا مال و اسباب لوٹ لیا جاتا ہے، وہ بے خانماں برباد اس ستم کیشی پر جابجا مرثیہ خوانی کرتے پھرتے ہیں۔ایک عرصے سے ان کی معیشت تنگ کر دی گئی ہے وہ قوت لایموت کو بھی ترستے اور صبح آزادی کے لیے بھی حد درجہ بے کل ہوتے جاتے ہیں مگر بھارتی افواج نے غارت گردی کا بازار گرم رکھا ہے، انہیں اپنے بنیادی حق آزادی سے بالجبر محروم رکھا جا رہا ہے، ان سے جینے کی امنگ چھینی جا رہی ہے، پوری سرزمین کشمیر جو جنت فشاں مشہور تھی' خون کے آنسو رو رہی ہے۔وہاں دن رات بارود کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔لوگوں کو بے موت مارا جا رہا ہے، کیا یہ دہشت گردی کی انتہا نہیں؟ سب سے بڑا دہشت گرد اور غارت گر انسانیت تو خود بھارت اور اس کے انسان دشمن حکمران ہیں، یہ تو ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی بات ہوئی۔جو ملک یہ ننگ انسانیت ڈرامہ اسٹیج کرنے میں مگن ہے' وہ قانون و انسان دوست کہلائے جو اس باؤلے کا راستہ روکے۔چھاجوں گولیاں برسانے والے کو روکے، چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چلو لہو پینے والے کی مزاحمت کرے، خود چھچھوں میں وقت گزارنے اور لوگوں کو چونی بھوسی کھلانے والے کا بازو مروڑے' وہ پکا دہشت گرد قرار پائے۔

یہ بھلا کون سا عدل وانصاف ہے، جس پر بھارتی وزیراعظم اور صدر اٹھتے بیٹھتے پھرتے اور پاکستان کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ مزہ تو جب ہے کہ عالمی میڈیا کے نمائندگان کو مقبوضہ جموں وکشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دی جائے، وہ بچشم خود تمام غلط وصحیح حالات و واقعات کا مشاہدہ کریں اور بے رورعایت اپنی رپورٹ دنیا کے سامنے پیش کریں، ایمنسٹی انٹرنیشنل کے کارپردازوں کو اس وادیٔ آتش بار میں جانے دیا جائے کہ وہ بھی خفی وجلی حقائق کا اندازہ کرسکیں لیکن بھارت ایسا کبھی نہیں کرتا اور نہ ہی کرے گا۔ یہ تو اس کی رسوائی کا باعث ہے، اسے معلوم ہے کہ انمٹ سچائیاں عیاں ہو کر اس کے دوستوں کی جبیں بھی خاک آلود کردیں گی اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔

آہ! اے عبدکلام، تیرا ایسا کلام! جسے تو خود بھی نہیں سمجھ پایا، اس سے بدبو کے بھبھکے اٹھتے ہیں اور دل ودماغ کو مکدر کرتے ہیں، جب سے اٹل بہاری واجپائی لال کرشن ایڈوانی اور بال ٹھاکرے کا حاشیہ بردار بنا ہے، تیری انسانیت نوازی غائب ہوگئی ہے، ویسے اتنی بات تم خود بھی سمجھتے ہو کہ بھارت کی پیش کردہ شرائط کس قدر رسوا کن ہیں، پاکستان اگر جہادِ کشمیر کے خاتمے میں تمہاری مدد کرے تو خود اپنے وجود کا جواز ہی کھو بیٹھتا ہے مگر وہ ہرگز یہ رسک نہیں لے سکتا، کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے اس پر بزور قابض ہونے والا ہی اصل دہشت گرد ہے، جس سے پوری انسانیت کی آبرومندی معرض خطر میں ہے۔ پاکستان سے غلط توقعات وابستہ کرنا بھارتی بزرجمہروں کی غلط فہمی ہے، اس لیے وہ سب الزامات بھی لغو ہیں، یہ تو چوہے کا بل ڈھونڈنے کی حیلہ گری ہے کہ مذاکرات سے انکار کیا جارہا ہے۔ خود نفرتوں کے انگارے پھیلا کر دوسروں سے محبتوں کی آس لگانا قرین دانش نہیں۔ مل بیٹھنے کی چاہت اب ہمیں بالکل نہیں رہی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر سے غاصب فوج کو فی الفور واپس بلا کر استصواب رائے کی داغ بیل ڈالی جائے، حالانکہ تحریک حریت کی شدت ہی کھلا اور اٹل ریفرنڈم ہے۔ لوگ بھارت سے الحاق بالجبر کے خلاف ہیں۔ مجموعی فیصلہ صادر کرچکے ہیں تاہم بین الاقوامی قوانین کی پاسداری کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بھارتی انکار کی صورت میں اقوام متحدہ یہاں بھی مشرقی تیمور کی تاریخ دہرائے تاکہ حق داروں کو ان کا پیدائشی حق مل سکے۔

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر کے بااختیار ڈیلر

حسین آگاہی روڈ۔ ملتان فون: 061-512338

عرفان صدیقی

یہ ہے امریکہ!

اگر افغانستان پر ناروا امریکی یلغار کے بارے میں بھی دنیا ایسے ہی ردعمل کا مظاہرہ کرتی اور پاکستان کی قیادت خوف سے آزاد ہوکر ایک باوقار اصولی اور جرأت مندانہ موقف اختیار کرتی تو امریکہ پس وپیش پر کچھ نہ کچھ ضرور سوچتا۔ اگر اس وقت بھی سلامتی کونسل کے عزت مآب ارکان تھوڑا سا سوچ لیتے کہ دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت دنیا کے سب سے مفلوک الحال ملک کو نشانہ بنانے جارہی ہے اور مقدمہ صرف اس قدر ہے کہ وہ اسامہ کو ۱۱ستمبر کے واقعات کا ذمہ دار خیال کرتی ہے۔ نہ کوئی ثبوت، نہ کوئی دلیل، نہ کوئی دستاویز، نہ کوئی شہادت، نہ کوئی گواہ۔ تب اقوام متحدہ نے جانا کہ افغانستان کے ''اجڈ اور گنوار مولوی'' کا لہو پینے سے جارج بش کی تسکین ہوجاتی ہے تو مہنگا سودا نہیں۔ سلامتی کونسل نے نہ صرف ایک مبہم اور بے سروپا سی قرارداد منظور کرکے امریکہ کو غارت گری کا لائسنس دے دیا بلکہ اس کے انسانیت سوز مظالم کی طرف سے اس طرح آنکھیں بند کرلیں، جیسے طالبان کے لہو سے انسانیت کی سوکھی کھیتی شاداب ہورہی ہے یا جیسے اس مادہ پرست دور میں قلندری و درویشی کو سرمایہ حیات سمجھنے والے غریب وسادہ لوگوں کی گردنیں اڑانا تقاضائے وقت ہو۔ بستیاں قبرستان بنادی گئیں اور دنیا چپ رہی، جیتے جاگتے انسان فولادی کنٹینروں میں ڈال کر ماردیئے گئے اور کسی نے انگلی تک نہ اٹھائی۔ ہزاروں انسان تورا بورا میں نیم ایٹمی اور کیمیائی ہتھیاروں کا لقمہ بن گئے اور کسی نے سسکی نہ بھری۔ جیلوں میں بند ہاتھ پاؤں بندھے قیدیوں کو طیاروں کی بمباری کرکے بھسم کردیا گیا اور اقوام متحدہ کسی حرافہ کی طرح مسکراتی رہی۔ دشت لیلیٰ اجتماعی قبروں کی بستی قرار پائی، انسانی حقوق کے لیے بے چین یورپ کو خبر نہ ہوئی۔ گوانٹانا موبے کے پنجروں میں بند انسان، چڑیا گھر کے جانوروں سے بھی کم تر قرار پائے اور عدل وانصاف کے ایوانوں میں کوئی زلزلہ نہ آیا۔

یہ تھی وہ مجرمانہ غفلت، جس نے امریکہ کو حوصلہ دیا۔ ہر قتل پر اس کی پیٹھ ٹھونکی گئی اور ہر استبداد پر اس کی فتح مندی کے ترانے گائے گئے۔ اس کی اخلاق باختہ بربریت، دہشت گردی کے خلاف جہاد قرار پائی اور اس نے جانا کہ اب ساری دنیا اس کے سحر میں مبتلا ہوچکی ہے، اب وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ لہٰذا جارج بش نے اپنے والد گرامی کا بریف کیس ٹٹول کر نیو ورلڈ کا بلیو پرنٹ نکالا اور فتح ونصرت کی نئی منزلوں کی طرف چل نکلا۔ عراق اکا ایکی اس کے راستے میں نہیں گیا۔ یہ فیصلہ بہت پہلے ہوچکا تھا اور اب تو ڈھکے چھپے سارے حقائق سامنے آگئے ہیں کہ عراق کو نشانہ بنانے کا عزم کم وبیش چھے سال پہلے ہوچکا تھا۔ اگر صدام حسین امریکی عزائم کے سامنے جھک جاتا، تیل کے وسائل پر اس کا تصرف قبول کرلیتا، براہ راست دوسرے ممالک اور ان کی کمپنیوں سے معاملات طے کرنا چھوڑ دیتا، پاس پڑوس کی خلیجی ریاستوں کی طرح امریکی بارگاہ کی

جاروپ کشی قبول کر لیتا۔ اس کے بعد چاہے اڑھائی کروڑ عراقیوں کو جہنم کے دسویں منطقے میں جھونک دیتا اور انسانی حقوق کی وہ حالت کرتا جو جابر حکمران اپنی رعایا کی کر رہے ہیں، امریکہ کی جبین پر کوئی شکن نہ آتی۔ صدام حسین عرب ممالک کا سرخیل اور روشن خیال دنیا کا سرتاج ہوتا۔ اگر وہ آج بھی کسی صبح دریائے فرات کے کنارے کھڑا ہو کر ''سب سے پہلے عراق'' کا نعرہ لگاتے ہوئے دنیا کو جارج بش کی آنکھ سے دیکھنا شروع کر دے تو اس کے لیے وائٹ ہاؤس کی راہداریوں میں سرخ قالین بچھنے لگیں گے اور نہ ختم ہونے والی ضیافتوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور بش اپنے اگلے سٹیٹ آف یونین خطاب میں اسے اپنا بہترین دوست قرار دے گا۔

صدر بش نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا، اس کی سینکڑوں پرتیں ہیں، ہزاروں زاویے ہیں، بنیادی روح فکر وہی ہے کہ امریکہ عریاں ہونے کے بعد اب لباس یا ستر کی ضرورت و اہمیت سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ اب وہ ڈھٹائی کی آخری پستیوں تک جائے گا۔ دنیا کی واحد سپر پاور بننے کے بعد اسے سفارتی محاذ پر ایک نا قابل تصور اور شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اقوام متحدہ کو پائے حقارت سے ٹھکرانے کے بعد اب وہ اس ادارے کی مزید تحقیر کرے گا۔ اگر سلامتی کونسل میں زیادہ گرما گرمی ہوئی اور اس نے امریکی عزائم کی راہ میں کوئی اخلاقی دیوار کھڑی کرنے کی کوشش کی تو وہ مزید بپھر جائے گا۔ اب تک وہ اس ادارے کی حرمت سے کھیلتا رہا ہے۔ اسے موم کی ناک سمجھ کر مرضی سے توڑتا موڑتا رہا ہے۔ پہلی دفعہ اسے اندازہ ہوا ہے کہ ہوائیں اس کی مٹھی میں نہیں اور موسم اس کے مزاج کے منافی بھی کروٹ لے سکتے ہیں۔ وہ اب تک ۷۶ مرتبہ ویٹو کا اختیار استعمال کر چکا ہے۔ ۳۵ مرتبہ اس نے یہ اختیار اپنے لے پالک اسرائیل کو عالمی مذمت سے بچانے کے لیے استعمال کیا تین دن قبل اس کی ایک شہری خاتون اسرائیلی بلڈوزر تلے روند ڈالی گئی لیکن اس نے رسمی شکوہ بھی نہ کیا اور اخبار نویسوں کے استفسار پر کہا کہ ہم اسرائیل کی مذمت نہیں کریں گے۔ یہ وہی امریکہ ہے جس نے ڈینئل پرل کے معاملے میں ہمارا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ اب اسے یہ اندازہ ہوا ہے کہ ویٹو کسے کہتے ہیں۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں امریکہ اپنی خدائی کا ناقوس بجاتا رہا اور دنیا اس کی دھن پر رقص کرتی رہی۔ اب رات ڈھل رہی ہے اور چہروں کے نقوش ہولے ہولے واضح ہونے لگے ہیں۔ امریکہ نے ان اچھوتے اور قطعی طور پر غیر منطقی فلسفوں کی بنیاد رکھی ہے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے زمین نہیں مل رہی۔ PRE-EMPTIVE ATTAC یا ''پیش بندی کے طور پر حملہ'' ایک کھوکھلا نظریہ ہے۔ فرعون مصر نے ہزاروں سال پہلے معصوم بچوں کو اسی نظریے کے تحت ہلاک کرنے کا فرمان جاری کیا تھا کہ اس کی خدائی کو چیلنج کرنے والا کوئی ذی نفس جوان ہی نہ ہو پائے اور پھر خالق ارض و سما کی قدرت حرکت میں آئی اور فرعون کی خدائی کا زعم باطل توڑنے والا موسیٰ اس کی نگاہوں کے سامنے اس کے محل کی راہداریوں میں پل کر جوان ہو گیا۔ اسی طرح حکمرانوں کے تختے الٹ کر اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کرنے کا تصور بھی سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔ یہ دنیا پر اپنی حکمرانی مسلط کرنے کے مترادف ہے اور مہذب دنیا اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔

زوال کا سفر شروع ہو چکا ہے اور جس طرح گھیرے میں آیا ہوا اشتہاری مجرم اپنے اسلحہ کی آخری گولی تک لڑتا بھڑتا رہتا ہے اسی طرح امریکہ بھی دور تک جائے گا۔ پاکستان اس کے نشانے پر ہے۔ ہم اس کے جوتے پالش کریں یا حق و انصاف کا ساتھ دیتے ہوئے اسے ملامت کریں ایک نہ ایک دن اس کے لشکر نے بہرطور ادھر کا رُخ کرنا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ صدر مشرف عوام کی منتخب قیادت کو اپنا کردار ادا کرنے دیں۔ سرد جنگ کا دوسرا مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ یورپ تقسیم ہو گیا ہے۔ نئے دھڑے بن رہے ہیں۔ دنیا میں ایک واضح تقسیم سامنے آنے لگی ہے۔ ایک طرف وہ ہوں گے جو امریکہ کی غلامی کو ہی ذریعہ نجات اور توشہ آخرت مانیں گے۔ ایک طرف وہ ہوں گے جو عدل' انصاف اور انسانی اقدار کا ساتھ دیں گے۔ اب جبکہ امریکہ ایک گالی بن چکا ہے' ہمیں خوف اور بے چارگی کے چنگل سے نکل آنا چاہیے اور بدبودار لوگوں سے فاصلہ اختیار کر لینا چاہیے۔

امریکہ نے خود بتا دیا ہے کہ ''یہ ہے امریکہ'' اس کے بعد بھی ایک ظلمت شعار اور درندہ صفت گروہ سے جڑے رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''نوائے وقت'' ۲۱ مارچ ۲۰۰۳ء)

صوبہ سرحد میں طالبات کے لیے اسلامی تعلیم و تربیت کی اقامتی درس گاہ

جامعہ بناتِ عائشہؓ

قائد آباد کالونی نمبر 1' چارسدہ (صوبہ سرحد)

جامعہ بنات عائشہؓ میں مقامی بچیوں کے علاوہ بیرونی طالبات کے لیے بھی دارالاقامہ (ہاسٹل) کا انتظام کیا گیا ہے' جس میں مڈل پاس طالبات کے لیے وفاق المدارس کا نصاب اور چھوٹی بچیوں کے لیے حفظ، تجوید و ناظرہ قرآن پاک، ابتدائی دینی علوم کی تعلیم اور تبلیغی و تربیتی معمولات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بچیوں کی رہائش و خورونوش کا مکمل انتظام ہے۔

اہل خیر اپنی قیمتی تجاویز اور نقد تعاون سے نوازیں۔

فون: 0921-512677

خادم احمد' مدیر: جامعہ بنات عائشہؓ نزد مکرم خان سکول' قائد آباد کالونی نمبر 1 مردان روڈ۔ چارسدہ

ابو صالح ہاشمی

کربلائے نو

دفتر کشائے صبح نے اپنے رخ سے نقابِ شب اُلٹی اور گردوں سے اختران صبح کوچ کرنے لگے، کوفے کے لوگوں نے اپنے کاروبارِ زندگی کا آغاز کیا۔ پھر ایک دم انہوں نے دیکھا کہ ایک گھڑسوار شہر میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے دائیں بائیں بصرہ کے دو سربرآوردہ ''شریک بن امور اور منذر بن جارود'' ہیں۔ اہل کوفہ سمجھے، ضرور وہی آیا ہے، جسے انہوں نے اس قسم کے خط لکھے تھے:

''زمین سرسبز ہو چکی ہے، پھل پک چکے ہیں۔ آپ کی مدد کے لیے لشکر تیار ہے۔''

آوازیں بلند ہوتی ہیں ''السلام علیک یا ابن رسول اللہ ﷺ، مرحبا یا ابن رسول اللہ ﷺ'' اور پھر ایک گروہ انسانی ان گھڑسواروں کی پیروی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ چشم فلک نے دیکھا کہ اگلے دن عبید اللہ بن زیاد کوفہ کی جامع مسجد میں اپنی روایتی خطابت کے جوہر دکھا رہا ہے:

''امیر المؤمنین نے مجھے حاکم کوفہ مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ مظلوموں سے انصاف اور فرمانبرداروں پر احسان اور نافرمانوں پر سختی کروں، چنانچہ جو شخص میرے احکام سے منہ موڑے گا اسے میں تلوار کی دھار اور کوڑے کی مار کا مزہ چکھاؤں گا''

اہل کوفہ پر یہ دھمکی اثر انداز ہوئی اور اب ان کے دل اور تلواروں کے رخ بدلنے لگے۔ حالات اس ڈگر پر پہنچے کہ حضرت حسینؓ کے عم زاد حضرت مسلم بن عقیل کو ایک شخص ہانی بن عروہ کے ہاں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ اِدھر حضرت مسلم بن عقیل نے ہم خیالوں کو غیرت دلانا شروع کی اُدھر ابن زیاد نے اقتدار کا روایتی حربہ ''ہارس ٹریڈنگ'' شروع کیا۔ معقل نامی شخص کو تین ہزار درہم اس لیے دیئے جاتے ہیں کہ وہ حضرت مسلم بن عقیل کی مخبری کرے۔ لہٰذا وہ ایک عقیدت مند بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور تمام صورت حال سے ابن زیاد کو آگاہ کر دیتا ہے۔ چند روز بعد والیٔ کوفہ ہانی کو اپنے دربار میں حاضر بلاتا ہے۔ وہ ہانی سے حضرت مسلم بن عقیل کے بارے میں پوچھتا ہے وہ لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ لہٰذا معقل جاسوس کو حاضر کیا جاتا ہے جو ان کی موجودگی میں سب کچھ بیان کر دیتا ہے۔ ہانی وفاداری اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مسلم کو ان کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیتا ہے۔ ابن زیاد غصے سے بے قابو ہو کر ہانی کو چھڑی سے پیٹتا ہے اور قید کر دیتا ہے۔

حضرت مسلم بن عقیلؓ ایک مرتبہ پھر کوشش کر کے اپنے حامی جمع کرنے شروع کرتے ہیں اور جلد ہی چار ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر ترتیب دے کر دارالامارہ کو گھیر لیتے ہیں۔ ابن زیاد محل میں اپنے تیس محافظوں اور بیس شہر کے وڈیروں اور بیوروکریسی کے کل پرزوں کے ساتھ موجود ہے اور پھر ایک مرتبہ ''ہارس ٹریڈنگ'' اور ''فلور کراسنگ'' کا عمل عروج پر پہنچتا ہے کہ مغرب کی اذان تک حضرت مسلم کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ جاتے ہیں اور جب وہ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اندھیرے میں یہ تیس بھی رفو چکر ہو جاتے ہیں۔

مسلم بن عقیلؓ تن تنہا اور کوفہ شہر کی گلیاں ہیں' آخر تھک ہار کر ایک خاتون طوعہ کے ہاں پناہ کے طلبگار ہوتے ہیں جو انہیں ایک کوٹھڑی میں چھپا دیتی ہے۔ یہاں دولت ایک دفعہ پھر اپنے جوہر دکھاتی ہے اور طوعہ کا بیٹا ڈالروں کے چکر میں مخبری کرتا ہے۔

دیارِ مصر میں دیکھا ہے ہم نے دولت کو
یہ ستم ظریف پیامبر خرید لیتی ہے

اب محمد بن اشعث' وزیر داخلہ کا کردار احسن طریقے سے ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کی خوشنودی کے لیے ستر سواروں کا فوجی دستہ لے کر اس مکان پر پہنچتا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیلؓ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر تلوار لے کر باہر نکلتے ہیں اور مقابلہ شروع کر دیتے ہیں، دوران لڑائی زخموں سے چور ہو جاتے ہیں۔ ابن اشعث امان دینے کا عہد کرتا ہے لیکن بعد میں دھوکہ دے کر پکڑ لیتا ہے اور ابن زیادہ کے حوالے کر دیتا ہے۔

پاکستانی حکمران' اس داستان الم میں اپنا کردار خود متعین کر لیں۔ آئینہ ایام میں اپنی ادا دیکھ کے پہچانیں کہ کون باغی ہے اور کون معقل؟ کون طوعہ ہے اور کون ابن اشعث؟ اور کون کسے پکڑ کر' کس کے حوالے کر رہا ہے؟ دنیا بھر کے مجاہدین' جنہیں تم نے جہاد کے نام پر افغانستان میں اکٹھا کیا اور پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا یہ لوگ بھوکے ننگے تھے جو کاروبار کے سلسلے میں افغانستان کی سنگلاخ سرزمین پر اترے یا انہیں لالچ تھا کہ چولستان میں مربعے الاٹ کروائیں گے؟ کیا یہ لوگ واپڈا کے چیئرمین بننا چاہتے تھے یا کرکٹ بورڈ کی چیئرمینی پر قبضہ کرنا چاہتے تھے؟ اور یہ حالات و واقعات کے تعزیہ بردار ہر کربلائے نو میں ابن زیاد کا ساتھ دیتے آئے ہیں اور پھر اہل کوفہ کی طرح' سینہ کوبی بھی سب سے پہلے یہی شروع کر دیتے ہیں۔ حکمرانوں کو ڈالروں کے لالچ نے اندھا کر دیا ہے۔ یہ لوگ' جنہیں یہ کل تک مجاہدین کہتے تھے' آج انہیں دہشت گرد قرار دے کر پکڑ رہے ہیں اور اپنی بہادری کے قصے ٹی وی پر عوام کو سناتے ہیں جو ان کے کردار سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا طاغوت' جو قادیانیوں اور یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنا چاہتا ہے اور اس سازش میں پاکستان حکمران شعوری اور غیر شعوری طور پر برابر شریک ہیں۔ یہ بڑے بڑے مخدوم

زادے، پیرزادے اور صاحبزادے جو ہر سال اپنی زندگی کے لیے چراغ چڑھانے کی رسم ادا کرتے ہیں اور دستار کے نام پر لوگوں سے ووٹ حاصل کرتے ہیں اس مکروہ دھندے میں برابر کے شریک ہیں۔ انہیں چاہیے کہ اپنی ترقی کے آئینے میں اپنے انجام کی شکل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عراق میں ایک دفعہ پھر کربلائے نو کا اہتمام کیا جا رہا ہے لیکن پاکستانیوں کو تعمیر نو کے لیے ٹھیکے پھر بھی نہیں ملیں گے۔ اب تو ہر فرد اپنے مقدر کا ستارہ چمکانے کی کوشش میں ہے۔ ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگانے والے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ پاکستان کو اہمیت دے رہے ہیں یا اپنے مفاد کو۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنانِ شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

ہائے سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کس وقت یاد آئے! انہوں نے بھی ایسے ہی موقع کے لیے کہا تھا۔

''توں حسین ؓ نال ، نہ یزید نال
توں ہیں محض مال مزید نال''

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 24 اپریل 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے موسم کے مطابق حضرات بستر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

محمد عمر فاروق

اردشیر کاوس جی کی کج روی

انگریزی اخبار ''ڈان'' کے کالم نویس اردشیر کاوس جی کے تازہ کالم کا ترجمہ ۱۹رفروری کے روزنامہ ''خبریں'' اسلام آباد میں بعنوان 'غیرت کے نام پر قتل اور ہماری کج روی'' شائع ہوا۔ جس میں اردشیر نے حسب سابق بالواسطہ طور پر دین اسلام پر رکیک حملے کیے ہیں۔ اسلام پر طعنہ زنی اردشیر کا قدیمی من بھاتا مشغلہ ہے۔ چونکہ وہ ایک وکیل ہیں اور قانونی احتیاط اور عوامی ردِّعمل کا بخوبی ادراک بھی رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ اسلام پر براہ راست حملہ زن ہونے کی بجائے اپنی ہفوات کا رُخ علماء کرام کی طرف کر کے اپنے باطن کی غلاظت اُگلتے رہتے ہیں۔ اصولی بات تو یہ ہے کہ انہیں اسلامی عقائد یا مسلمانوں کے قول وفعل پر بحث کرنے کا کوئی شرعی یا قانونی حق مطلقاً حاصل ہی نہیں ہے' کیونکہ وہ زرتشتی (پارسی) مذہب کے پیروکار ہوتے ہوئے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لیکن وہ ہیں کہ ازخود اسلام اور مسلمانوں کے ہر معاملے میں اپنی ٹانگ اڑاتے ہیں، اور بحمداللہ ہمیشہ منہ کی کھاتے ہیں۔

زیر بحث کالم میں بھی اردشیر کے اسلام دشمن رویّے کا اظہار ان کے زہر اگلتے لفظوں کی صورت میں موجود ہے۔ انہوں نے کالم کا آغاز اپنے دوسوالوں اور ان کے خودساختہ جوابوں سے کیا ہے۔ کہ (۱) بحثیت قوم ہم تعلیم یافتہ قوم ہیں؟ جواب ہے نہیں، (۲) کیا کج روی یا بگاڑ موجود ہے؟ جواب ہے، ہاں۔ پھر انہوں نے جنرل پرویز مشرف کو اپنی ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، ان کی حکومت کے ابتدائی ایام میں ان کی کتوں کے ساتھ چھپنے والی ایک تصویر کا ذکر کیا ہے کہ اس تصویر کی اشاعت پر لوگوں نے شور مچادیا۔ گویا اردشیر کے نزدیک یہ شور شرابا تعلیم کی کمی اور کج روی کا باعث تھا۔ حالانکہ اس کا جواب اردشیر نے ان الفاظ میں خود ہی دے ڈالا ہے کہ ''لوگوں کو اس بات پر غصہ تھا کہ ایک اسلامی ملک کے لیڈر نے اسلامی اصولوں کی دھجیاں بکھیر دی ہیں'' کوئی اردشیر سے اتنا تو پوچھے کہ جب وہ خود پاکستان کو اسلامی ملک تصور کرتے ہیں اور جب مسلمان ایک خلافِ شرع کام کو اسلامی اصولوں کے متصادم سمجھتے ہیں تو اردشیر کے پیٹ کو کیوں مروڑ اٹھنے لگتے ہیں، اور وہ ہذیانی حالت میں جذبۂ سگ پروری کے تحت کتوں کی حمایت اور اسلام کی مخالفت میں اپنی منہ کی جھاگ یوں اڑاتے ہیں کہ ''یقیناً خدا ہی نے کتوں کو پیدا کیا ہے، لیکن اسلام کے ان شارحین کے مطابق کتوں کو ناپسند مخلوق میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ انسان جیسی اشرف المخلوقات کو کتوں سے قریبی رابطہ نہیں

رکھنا چاہیے۔'' پھر اردشیر نے جنرل پرویز کی متذکرہ تصویر کے ناقدین کو غیر معقول، متعصب اور جنونی عناصر کے القاب سے نوازا، اور بانی پاکستان اور فاطمہ جناح کی کتوں سے محبت اور ان کی کتوں کے ہمراہ تصاویر کو اپنے دلائل کے جواز میں پیش کیا۔ ہمیں بانی پاکستان، فاطمہ جناح اور پرویز مشرف کے ان ذاتی افعال سے کوئی سروکار نہیں، بلکہ ہمارے لیے اصل حجت اور نا قابلِ عمل و تقلید مستند مآخذ قرآن وسنت اور تعامل صحابہؓ ہیں۔ جن پر ہمارے دینی عقائد کی عمارت استوار ہے۔ اسلام نے کتے کو ناپاک جانور بتایا ہے اور اس کے رکھنے کی اجازت کو چند مخصوص حالات کی حدود میں پابند کیا ہے۔ اس لیے ہم بحیثیت مسلمان اس معاملے میں اسلام اور شارحین اسلام کے مقلد اور پابند ہیں۔ البتہ اردشیر غیر مسلم ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کتوں کے ساتھ سوئیں یا جاگیں، ان کے ساتھ کھائیں یا پئیں، ان کے ساتھ خوش فعلیاں کریں یا...... انہیں کوئی نہیں روکے گا۔ ویسے بھی قرآن کے الفاظ میں مشرک نجس ہیں، اس لیے نجس و ناپاک کا اختلاط غیر فطری نہیں ہے۔ البتہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو اس سے معاف رکھیں اور اپنی حد تک اندر رہیں، انہیں مسلمانوں کے مسلمہ عقائد کے خلاف ژاژ خائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اردشیر نے آگے چل کر جہاد کا عقیدہ رکھنے پر مسلمانوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے، لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ کا حکم ہے اور اس حکم کی بجا آوری مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔ اردشیر کو یہ بھی اعتراض ہے کہ ''مسلمان نوجوانوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ دنیا پر حکمرانی کریں اور ان غیر مسلموں کو قتل کریں جو ان کے مقاصد کی مخالفت کرتے ہیں'' حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ اسلام ایک آفاقی دین ہے۔ جس کا مقصدِ حقیقی، ادیانِ باطل کا خاتمہ اور اللہ کے سچے دین کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ جس کے لیے بالترتیب دو ذرائع تبلیغ اور جہاد ہیں، جن کے ذریعے مخلوقِ خدا کو حقیقی دین یعنی اسلام کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ اسلام کا مقصود محض دُنیوی اقتدار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ اصول و عقائد کا انفرادی و اجتماعی نفاذ ہے۔ اسلام دنیا پر شخصی حکمرانی نہیں، بلکہ الٰہی نظام کی حکومت اور اس کی حاکمیت اور غلبے کا علمبردار ہے تاکہ مخلوق پر خالق کا نظام نافذ کر کے کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کو ایمان، امن، سلامتی، انصاف اور مساوات جیسے انمول تحائف سے نوازا جائے۔ اسلام غیر مسلموں کو بلا جواز قتل کرنے کا حکم نہیں دیتا، بلکہ وہ پُرامن غیر مسلم شہریوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں حتیٰ کہ ان کی فصلوں تک کی حفاظت و پاسبانی کی ضمانت عطا کرتا ہے۔ آخر اردشیر اسلام کی یہ سچی تصویر پیش کرنے سے گریزاں کیوں ہیں؟ وہ محض اسلام دشمن اور اشتعال انگیز پراپیگنڈے کے مناد بن کر کبھی بھی اسلام کے اُجلے چہرے کو گہنا نہیں سکتے، بلکہ اُلٹا وہ اپنے ہی چہرے کی سیاہی میں اضافہ کرتے چلے جارہے ہیں۔

غیرت کے قتل پر بھی اردشیر کو بہت تشویش ہے۔ غور کا مقام یہ ہے کہ اردشیر جن بیرونی غیر مسلم معاشروں کی

ترجمانی ونمائندگی کررہے ہیں، ان کی لغت میں غیرت نام کا کوئی لفظ ہی نہیں پایا جاتا، بلکہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ غیر مردوں کے تعلقات پر قطعاً برا نہیں مناتے۔ اس لیے ہمارے معاشرے میں قتل کے ایسے اِکاّ دُکاّ واقعات ان کے لیے کسی عجوبے سے کم نہیں ہیں۔ اردشیر تعلیم کی کمی کو پاکستانی معاشرہ کے بگاڑ کا اہم سبب مانتے ہیں، لیکن وہ خود ہی اپنے اس مفروضے کی تکذیب کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ ''غیرت کے نام پر قتل کی نہ صرف ان پڑھ اور محروم طبقہ پاسداری کرتا ہے، بلکہ وہ لوگ بھی اس کی پاسداری کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی تعلیم یافتہ اور روشن خیال لوگ ہیں'' اور اس ضمن میں اردشیر نے سندھ کے ایک وزیر کے علاوہ آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ جناب وسیم سجاد سابق چیئرمین سینٹ کے نام بطور مثال پیش کیے ہیں۔ اب اردشیر خود ہی انصاف کریں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اور اگر وہ خود اس امر کی وضاحت کر دیں کہ اس ضمن میں ان کا ذاتی مسئلہ کیا ہے تو شاید ان کی تشویش اور پریشانی کم کرنے میں مدد کی جا سکے۔

ہمیں حیرت ہے کہ روزِ اوّل سے کج رو اردشیر کاوس نے صرف اسلام اور مسلمانوں ہی کے خلاف یہ محاذ کیوں کھول رکھا ہے کہ وہ اپنے تقریباً ہر کالم میں اسلام دشمن نمائندے ہی کے روپ میں کیوں دکھائی دیتے ہیں؟ اور صرف مسلمان ہی ان کے نزدیک گردن زدنی کے مستحق کیوں ٹھہرتے ہیں؟۔ انہوں نے کبھی اپنے ہم مذہب زرتشتیوں (پارسیوں) کے بارے میں لب کشائی نہیں کی بلکہ ہمیشہ ان کا دفاع کیا ہے۔ کیا صرف عام مسلمان، علماء، سرکاری ملازمین اور مسلم جاگیردار و سرمایادار ہی بشری کمزوریوں کے مرتکب ہوتے ہیں کہ وہ ان کی کردہ و ناکردہ برائیاں ڈھونڈنے میں ہی مگن رہتے ہیں۔ ان کی توپوں کا رُخ اپنے ہم مذہبوں کے کرتوتوں کی جانب کیوں نہیں ہوتا جن کا شرمناک کردار تاریخ کا حصہ بن چکا ہے ؎

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

خالد ہمایوں

یہ جہاد کون کرے گا؟

کوئی تیس بتیس سال قبل، میں نے انٹرمیڈیٹ کے انگریزی نصاب میں شامل برطانوی فلسفی برٹرینڈ رسل (Bertrand Russell) کا ایک مضمون ''مشرق کی بیداری'' پڑھا تھا۔اس میں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ مشرقی اقوام نے بلاشبہ اہل مغرب کے ہاتھوں بہت ستم اُٹھائے ہیں لیکن اب ان اقوام کو آزادی کی نعمت مل گئی ہے' پھر وہ مشورہ دیتا ہے کہ اقوام مشرق انتقامی رویہ اختیار نہ کریں بلکہ دنیا میں مثبت کردار ادا کرنے کی فکر کریں۔ فلسفی لوگ جس خطے یا جس قوم سے بھی تعلق رکھتے ہوں' بہرحال امن کے داعی ہوتے ہیں۔ وہ کُل انسانیت کو خیر اور حسن کی اقدار کے تحت زندگی بسر کرنے کا درس دیتے ہیں۔خود رسل نے ویت نام میں امریکیوں کی ستم رانیوں پر بہت کچھ لکھا تھا بلکہ احتجاجی جلوس تک نکالے تھے۔لیکن عصر حاضر کی تاریخ بتا رہی کہ اقوام مغرب رسل اور دیگر دانشوروں کی فکر افروز تعلیمات سے قطعاً کوئی اثر قبول نہیں کرنا چاہتیں۔انہیں صرف اپنے معاشی مفادات عزیز ہیں۔

سامراجی اقوام نے جو روش اپنائی ہوئی ہے' وہ تو ہے ہی نہایت قابل مذمت۔افسوس تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی اپنی سمت صحیح رکھنے کے لیے صحیح رہنمائی میسر نہیں آئی۔ جب غلامی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے غالب تھے تو ہمارے دانشوروں نے قوم کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے کے لیے شاندار ماضی کی جھلکیاں دکھائیں۔امید بھی دلائی کہ ظلم کی سیاہ رات جلد ہی ڈھل جائے گی ۔آزادی کی منزل کچھ دور نہیں رہ گئی۔اس حوالے سے شاعری بھی بہت ہوئی، اخبار بھی بہت نکلے،تقریریں بھی بہت ہوئیں، جلسے جلوس بھی بہت نکلے،نعرے بھی خوب گونجے، پاکستان لینے کا عزم بھی باندھا،سو وہ لے کے دم لیا۔غضب یہ ہوا کہ حکومت کی باگ ڈور جن کے ہاتھ میں آئی' وہ مغربی تہذیب کے فیض یافتہ تھے۔انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہمارا ماضی کیا تھا' ہماری ضرورتیں کیا ہیں؟ وہ اندھا دھند ہمیں دوبارہ مغرب ہی کی چوکھٹ پر لے گئے۔ترقی کے نام پر امریکہ اور یورپی ملکوں سے دھڑا دھڑ قرضے لیتے اور قوم کو ان کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑتے چلے گئے۔مغرب پسند طبقہ صرف پاکستان ہی میں نہ تھا' باقی مسلم ممالک میں بھی موجود تھا۔اہل مغرب اپنی فیکٹریوں میں تیار ہونے والی اشیاء ہماری منڈیوں میں بیچنا چاہتے تھے' سو وہ نو آزاد ملکوں کے اسی طبقہ کی مدد سے بیچتے رہے۔خاص طور سے اسلحہ تو بے شمار ہی بیچا گیا۔پاکستان کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ہمارا حکمران طبقہ اہل مغرب سے مرعوب و متاثر رہا اور ہمیشہ اسی کی ایجنٹی کرتا رہا۔آج بھی یہ طبقہ صرف اپنی عیاشیوں کیلئے سامراجیوں کی ہر بات آنکھیں بند کر کے مان رہا ہے۔بلکہ بالفعل انہیں ملک کے اندر لے آیا ہے'جہاں وہ دہشت گردی کے خلاف مہم کے بہانے ہر قسم کی کارروائیاں کرتے پھر رہے ہیں۔

ہمارے حکمران طبقے میں جاگیردار، صنعت کار، تاجر، سول اور فوجی افسر سب شامل ہیں۔اندر سے یہ سب گروہ ایک ہیں۔کبھی مارشل لاء لاتے ہیں تو کبھی جمہوریت بحال کرواتے ہیں۔اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں نے ملی بھگت کر کے ملک کو دو ٹکڑے کروادیا تھا کیونکہ انہیں عوامی لیگ کی حکمرانی سے سخت خطرہ تھا کہ سفید پوشوں کی وہ جماعت برسر اقتدار آ کر ان کا محاسبہ

ضرور کرے گی۔ ہماری مذہبی جماعتوں نے بھی ہمیشہ جمہوریت کے خواب دیکھے اور دکھائے لیکن ان طبقوں کی چالبازیوں پر کبھی توجہ نہیں دی۔ بار بار جاگیرداروں کی جماعتوں ہی سے اتحاد کیے اور وطن کی سلامتی کے نام پر فوجی جرنیلوں کو ہی تحفظات مہیا کیے۔ عدلیہ کی طرف بھی انگلی اٹھانے سے گریز کیا کہ وہ قانون کا محافظ ادارہ ہے' اس کو رسوا کرنے سے فائدہ!

اب حالات اس موڑ پر آ گئے ہیں کہ جہاں ہر طبقہ اپنی تمام تر کارستانیوں کے ساتھ بالکل ننگا ہو کر سامنے آ گیا ہے ۔ جاگیرداروں اور نئے کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ راتوں رات لوٹا بننے میں بالکل ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ۔عدلیہ، سول اور فوجی افسروں کو پورا پورا تحفظ مہیا کرتی ہے۔ افسر طبقہ ہر وہ پالیسی اختیار کرتا ہے' جس کی ہدایت اسے باہر سے ملتی ہے۔ تھوڑے ہی سال پہلے بہت کچھ پردہ راز میں تھا۔ بینک لوٹنے والوں کے نام پریس میں نہیں آتے تھے۔ ملک توڑنے والوں نے حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کو کسی سرد خانے میں ڈال رکھا تھا لیکن اب وہ رپورٹ بھی بڑی حد تک سامنے آ گئی ہے اور ملک کو توڑنے اور اسے ذلت سے دوچار کرنے والے بھی طشت از بام ہو گئے ہیں۔

اس لمبی تمہید کا مقصود صرف اتنا ہے کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی روش تبدیل کر لیں۔ ہمارے علمائے کرام نے گزشتہ نصف صدی سے ''طبقے'' کی بات نہ کی۔ انہوں نے کہا ہم طبقاتی جنگ نہیں بھڑکانا چاہتے۔ روٹی، کپڑے ، مکان کی بات ہوئی تو علماء نے کہا معیشت تو اسلام کا ایک جز ہے۔ ہم اس جز کو کل نہیں مان سکتے۔ زمینداریوں، جاگیرداروں کو توڑ دینے کا عوامی مطالبہ اٹھا تو ہمارے اکثر علماء نے کہا اسلام دولت پر کوئی حد نہیں لگاتا۔ ہمارے علماء نے ایک تو وقت کے تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھا۔ دوسرے قوم کو ان لوٹ مار کرنے والوں کی کارستانیوں سے آگاہ نہیں کیا۔ غریب اور محنت کش کی کھل کر حمایت نہیں کی۔ دوسرے فروعی مسائل پہ مناظرہ بازی کو خوب خوب فروغ دیا۔ لاہور کے اردو بازار میں واقع اشاعتی ادارے جو دینی کتابیں شائع کرتے ہیں' ان کا جائزہ لیجیے! آپ کو اکثر کتابیں فرقہ وارانہ مسائل پر ملیں گی۔ ''فاتحہ خلف الامام''، ''آمین بالجہر''، ''سماع موتی'' وغیرہ پر ضخیم کتابیں دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ کیا اب بھی انہیں قوم کی حالت پر رحم نہیں آتا۔ کیا قوم کے بنیادی مسائل یہی ہیں؟

علماء تو انبیاء کے وارث ہیں' انہیں سرمایہ داروں کے دروازوں پر بھکاری نہیں بننا چاہیے۔ وہ کھل کر سرمایہ دار طبقے کی عیاشیوں پر تنقید نہیں کرتے۔ وہ افسر طبقے کی عوام دشمن کارروائیوں پر آج بھی لب کشا نہیں ہوتے۔ ان کی تقریروں کا آج بھی موضوع قصے، کہانیاں اور کرامتیں ہی ہیں۔ بلکہ زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ وہ دکھی لوگوں کو استحصالی طبقوں کی بدمعاشیوں سے باخبر کرنے اور انہیں ان کے خلاف آمادۂ جہاد کرنے کی بجائے انہیں اوراد و وظائف بتا رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کا عام فرد بہت زیادہ گھبرایا ہوا ہے۔ اونچے طبقات کی گندی پالیسیوں کے نتیجے میں اس پر اقتصادی بوجھ بہت بڑھ گیا ہے۔ تعلیم، صحت، روزگار اور رہائش کی مناسب سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے' وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر پا رہا۔ خودکشیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ پیر فقیر لوگ اس فرد کو بتا رہے ہیں کہ اگر تم فلاں وظیفے کا اتنی دفعہ ورد کرو تو فلاں کام ہو جائے گا۔ روزگار مل جائے گا یا بیٹی کے لیے کھاتے پیتے گھرانے کا رشتہ مل جائے گا۔ اگر ہم اس نظام زندگی کا جائزہ لیں' جس میں ہم سب جی رہے ہیں تو معلوم ہو گا کہ ہارٹ اٹیک، کینسر، ٹی بی، ہیپاٹائٹس ایسی مہلک بیماریوں کا سبب بھی ہمارے

اجتماعی حالات ہی ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم بیرونی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے سے پہلے اپنے ان لوگوں کو راہ راست پر لائیں، جن کے ہاتھوں میں ہماری تقدیر ہے اور جو ہمیں نت نئی پریشانیوں سے دوچار کرتے رہتے ہیں۔ افغانستان اور کشمیر کے جہاد کا میں منکر نہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ اپنے ''دشمنوں'' کے خلاف کون جہاد کرے گا؟ درحقیقت یہ لوگ صرف زبردست عوامی جدوجہد کے نتیجے ہی میں ہمیشہ راہ راست پر آسکتے ہیں۔ جمہوری راستے میں ان کی کھال بچی رہتی ہے اور یہ اپنی بدمستیوں میں مگن رہتے ہیں۔ یہ اتنے ہوشیار اور چالاک طبقات ہیں کہ انہوں نے عوام کو بے شمار مذہبی، تہذیبی اور سیاسی خانوں میں بانٹ رکھا ہے اور ان کی خفیہ ایجنسیاں ہمیشہ عوام کی طاقت کو ٹکڑوں میں بانٹنے اور انہیں باہم دست وگریبان رکھنے کے لیے مصروفِ جہاد رہتی ہیں۔

قافلۂ آخرت

○ مولانا مفتی رشید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز اور معروف روحانی شخصیت مولانا بشیر احمد پسروریؒ کے جانشین، مولانا مفتی رشید احمد قادری ۱۴؍محرم ۱۴۲۴ھ ۱۸؍مارچ بروز منگل پسرور میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم انتہائی صالح، متقی اور رشد وہدایت کا پیکر تھے۔

○ مولانا گوہر رحمان رحمتہ اللہ علیہ: جماعت اسلامی کے رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا گوہر رحمان گزشتہ ماہ انتقال کرگئے۔

○ فتح محمد مرحوم: محترم ماسٹر غلام صدیق (چکڑالہ ضلع میانوالی میں برادر کپتان غلام محمد مرحوم) کے والد فتح محمد گزشتہ ماہ انتقال کرگئے۔

○ والدہ مرحومہ محترم خالد مسعود خان: معروف کالم نگار اور شاعر جناب خالد مسعود خان کی والدہ ماجدہ ۱۲؍مارچ بروز بدھ ملتان میں انتقال کرگئیں۔

○ حکیم سید ارتضٰی حسن مرحوم: ملتان میں ہمارے کرم فرما اور معاون حکیم سید ارتضٰی حسن ۱۲؍مارچ بروز بدھ، ملتان میں انتقال کرگئے۔

○ نور محمد مرحوم: حضرت حکیم محمد حنیف اللہ مرحوم کے خادم نور محمد ۱۳؍مارچ بروز جمعرات ملتان میں انتقال کرگئے۔

○ فدا حسین مرحوم: بستی مولویاں، ضلع رحیم یار خان کے مخلص کارکن جناب صوفی محمد اسحاق کے چچازاد بھائی فدا حسین گزشتہ ماہ انتقال کرگئے۔

○ والدہ مرحومہ چودھری شبیر احمد: ہمارے معاون جناب چودھری شبیر احمد (DE ٹیلی کام سٹاف کالج ہری پور) کی والدہ صاحبہ ۹؍مارچ بروز اتوار بھمبر، آزاد کشمیر میں انتقال کرگئیں۔

○ حاجی محمد اعظم مرحوم: ہمارے کرم فرما محترم حاجی محمد جابر علی کے چھوٹے بھائی، حاجی محمد اعظم ۷؍مارچ کو ملتان میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہوگئے۔

○ مفتی عبدالخالق مرحوم: مدرسہ عبیدیہ کے مہتمم مفتی عبدالقادر صاحب اور پروفیسر عبدالواحد ندیم صاحب کے بھائی مفتی عبدالخالق مرحوم کو ۱۱؍محرم ۱۴۲۴ھ ملتان میں قتل کردیا گیا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

الیاس میراں پوری

انساں پہ حکمراں ہیں ہلاکو کے جانشیں

خونِ مسلم کا پیاسا' امریکہ' افغانستان کو کشت و خون میں نہلانے کے بعد' عراق پر بھی آتش و آہن کی بارش کر چکا ہے۔ جو بھیانک کھیل' اس نے کابل و قندہار کے سنگلاخ پہاڑوں میں کھیلا' بغداد و بصرہ کے خوبصورت شہروں اور صحراؤں کو تاخت و تاراج کر کے' ایک بار پھر دنیا کو اپنی ''چودھراہٹ'' دکھانا چاہتا ہے۔ جنگ کا جنون بش کے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے انسانیت کے اس نام نہاد علمبردار کو چاہے انسانوں کا کتنا ہی خون بہانا پڑے' اس سے اُسے کوئی سروکار نہیں۔ اسے تو تیل کی دولت نے پاگل کر دیا ہے' وہ اس کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ امریکہ نے سلامتی کونسل میں عراق کے خلاف قرارداد پیش کی' تاکہ عراق کے خلاف جنگ کا فیصلہ کیا جائے۔ لیکن عالمی سطح پر شرمندگی سے ڈرتے ہوئے' امریکہ نے سلامتی کونسل میں عراق کے خلاف جمع کرائی گئی' قرارداد واپس لے لی۔ کیونکہ واضح اکثریت عراق سے جنگ کے خلاف ہے۔ قرارداد واپس لینے سے امریکہ کو سفارتی اور سیاسی محاذ پر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکہ کو یقین تھا کہ ووٹنگ میں ناکامی کی صورت میں' حملہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ خبر کچھ یوں ہے:

> ''امریکہ، برطانیہ اور اسپین نے عراق کے خلاف سلامتی کونسل میں اپنی مشترکہ قرارداد پر ووٹنگ کرانے کی بجائے اسے واپس لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس موقع پر اقوام متحدہ کے امریکی سفیر میگرو پونٹے نے کہا کہ ویٹو کی دھمکی کی وجہ سے ہم اس فیصلے پر مجبور ہوئے ہیں۔ فیصلہ اتفاق رائے سے ممکن نہیں۔ ووٹنگ کا نتیجہ بہت قریب ہوتا۔ ہم صدام کو آخری موقع دے چکے ہیں۔ انہوں نے کہا فرانس کے رویے کے باعث رکاوٹ کھڑی ہوئی۔'' (روزنامہ ''جنگ'' ملتان' ۱۸/ مارچ ۲۰۰۳ء)

امریکہ' عراق کے خلاف سلامتی کونسل میں ایک قرارداد جمع کراتا ہے تو دوسرے دن وہ قرارداد واپس لے لیتا ہے۔ ایک الٹی میٹم دیتا ہے تو دوسرے دن اس کو بدل دیتا ہے۔ ایک ڈیڈ لائن متعین کرتا ہے لیکن اگلے ہی روز اس میں ترمیم کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے اپنے کئے پر آپ ہی پریشان ہے۔ وہ عراق پر حملہ کر کے افغانستان کی طرح پھنس چکا ہے۔ اس کے بچ نکلنے کے تمام راستے مسدود بلکہ معدوم ہو چکے ہیں۔ اس نے یہ بھنور جیسا راستہ خود متعین کیا ہے۔

امریکہ نے دھمکی دی ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے اسے جنگ کی اجازت نہ دی تو وہ اپنی الگ عالمی تنظیم بنا لے گا۔ حاصل تمنائی نے اس کو کس خوبصورت پیرائے میں کہا ہے:

مظالم میں معاون کچھ ممالک گر نہیں ہوں گے
تو ہم مل کر بنالیں گے نئی اقوام متحدہ
نہیں اب ایک ہی تنظیم کے محتاج ہیں ظالم
کہ قائم ہوں گی دنیا میں کئی اقوام متحدہ

نئی اقوام متحدہ کا نام .U.N.O کی جگہ .U.S.O ہونا چاہیے۔اس میں امریکہ، برطانیہ، اسپین اور پرتگال شامل ہوں گے کیونکہ یہی ممالک عراق کے خلاف جنگ کے لیے مچل رہے ہیں۔اس اقوام متحدہ میں وہ ممالک شامل نہیں ہوں گے جو امریکی عزائم میں مزاحم ہیں۔مثلاً فرانس، جرمنی، روس، چین وغیرہ۔ان ممالک کی مخالفت کی وجہ سے امریکہ کو سلامتی کونسل میں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑااور قرارداد واپس لینا پڑی۔فرانس نے جس طرح جرأت کا اظہار کیا وہ لائق تحسین ہے۔فرانس اور دیگر مغربی ممالک کا یہ ردِّعمل اسلامی دنیا کے لیے مہمیز کا کام دے سکتا ہے۔

مغربی ممالک میں جس طرح امریکہ کے خلاف مظاہرے ہوئے' تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔لاکھوں کروڑوں لوگوں نے امریکہ کے خلاف جس طرح غیظ وغضب کا اظہار کیا۔خود امریکہ کے ہر قابل ذکر شہر میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔وائٹ ہاؤس میں مظاہرہ اس بات کا غماز ہے کہ بش انتظامیہ کی پالیسیاں انسانیت کش ہیں۔غیر مسلم ممالک اور اقوام کا رویہ تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند ہے جو محض انسانیت کی بنیاد پر عراق کا ساتھ دے رہے ہیں۔یہ تمام مظاہرے دورِ حاضر کے فرعون کو لگام دینے کے لیے کئے جا رہے ہیں۔بش ہے کہ جنگی جنون میں پاگل ہو چکا ہے۔وہ صرف تیل کے حصول کے لیے دنیا کو جنگ کی طرف دھکیل چکا ہے۔یہ جنگ تیسری عالمی جنگ کی صورت اختیار کر جائے گی۔اس جنگ کی زد میں ہر ملک آئے گا۔کوئی بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے۔پاکستان پر اس کے اثرات بہت زیادہ ہوں گے۔

ہم ''جہادِ اکبر''، ''جہادِ اصغر'' اور ''سب سے پہلے پاکستان'' کا ''نعرۂ مستانہ'' لگا کر اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھ بیٹھے ہیں لیکن کسے معلوم کہ امریکی قیادت میں جو لشکرِ کفار' امت مسلمہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے میدان کارزار میں اترا ہے' خدانخواستہ اُن کا سب سے بڑا ہدف پاکستان ہو۔ہماری ایٹمی صلاحیت اس کے سینے پر مونگ دل رہی اور دل یزداں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ہم کتنا ہی امریکہ کو اپنا دوست قرار دیں، کتنا ہی اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں لیکن اس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔وہ پاکستان کو دفاعی لحاظ سے بے دست و پا دیکھنے کا متمنی ہے۔اس بے وفا دوست نے ہمیں ہر موقع پر دھوکہ دیا۔ہمارے روایتی دشمن بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں لیکن ہمارے ساتھ جو وعدے کئے' سب کہہ مکرنیاں ثابت ہوئے۔یہ ہے اس کا دوغلا کردار جو اسے ساری دنیا میں نفرت کا نشان بنا رہا ہے۔دوسروں کو ''برائی کا محور'' (Axis of Evil) کہنے والا خود اس کا مصداق ہے۔دوسروں کو دہشت گرد کہنے والا' خود دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ہم نے بھائیوں جیسے ہمسائے ملک (افغانستان) کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اپنا کندھا پیش کیا اور ملک

میں امریکی خفیہ ایجنسیوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ جب، جہاں اور جسے چاہے، پکڑ سکتی ہیں' اس کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ، مزاحمت کھڑی نہیں کی جائے گی۔ نتیجتاً آج ملک میں کوئی شہری محفوظ نہیں اور پاکستان عملاً امریکی کالونی بن چکا ہے۔

آج ایک بار پھر سقوط بغداد ہونے والا ہے۔ ایک اور کربلا برپا ہونے کو ہے۔ کروسیڈی بش صرف تیل کے ذخائر حاصل کرنے کے لیے ایسا ناٹک رچا رہا ہے۔ عصرِ حاضر کا ہلاکو خان امریکی صدر کروسیڈی جارج ڈبلیو بش اپنے پیشرو کا کردار ادا کر رہا ہے۔ افغانستان کی طرح عراق پر نئے نئے بموں کے تجربات کیے جا رہے ہیں۔

اے انسانیت کا رونا رونے والو! انسانی حقوق کے انٹرنیشنل ٹھیکیدارو! اگر آج تم اپنی طاقت کی برتری کے نشے میں کمزوروں پر ظلم کر رہے ہو تو کل تمہیں بھی اس کا حساب دینا ہوگا۔ یہ طاقت، یہ غرور اور یہ اقتدار سدا کسی کے قبضے میں نہیں رہے۔ آخر کب تک لوگ جبر اور خوف میں رہیں گے؟ کچھ حیا کرو کہ: ؎

''غنچے بھی مضمحل ہیں، صبا بھی علیل ہے
یہ دور انقلابِ چمن کی دلیل ہے
انساں پہ حکمراں ہیں ہلاکو کے جانشیں
قدرت کے احتسابِ خصوصی میں ڈھیل ہے''

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان کی ''توسیع اشاعت مہم''

''نقیب ختم نبوت''

محض مجلاتی صحافت نہیں بلکہ ایک تحریک، فکر، جدوجہد اور ایک نظریے کا نام ہے۔

جس میں شامل مضامین، دلوں کو جھنجھوڑتے اور ذہن کے نہاں خانوں میں بیداری کی لہر پیدا کرتے ہیں۔

- دین و دانش کے تذکرے ☆ حریفانِ حرم کی سرکوبی ☆ عصر حاضر میں امت مسلمہ کو درپیش چیلنج
- عہدِ رفتہ اور عصر حاضر کے نامور شعراء اور ادباء کی شعری و ادبی کاوشیں
- اور دیگر موضوعات پر پُر مغز مضامین قاری کو مستفید کرتے ہیں۔

اس کی ''توسیع اشاعت مہم'' میں شامل ہو کر

- نہ صرف خود پڑھیں بلکہ احباب کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیں۔
- اگر آپ ادارے کو 10 خریدار فراہم کریں گے تو آپ کو اعزازی طور پر ایک سال کیلئے پرچہ ارسال کیا جائے گا۔

منجانب: سرکولیشن منیجر، ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان فون: 061-511961

عبدالرشید ارشد (جوہر آباد)

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مرزا قادیانی

میں اپنے مرحوم بھائی، مفتی محمد الدین صاحب کی یادداشتوں کا مطالعہ کر رہا تھا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے متعلق دو واقعات سامنے آئے۔ میں نے سوچا کہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے قارئین کو بھی حاصل مطالعہ میں شامل کرلوں۔ یہ واقعات یقیناً تاریخ احرار کا حصّہ ہوں گے۔

یہ ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے جب امرتسر کی جامع مسجد بڑھا میں حضرت مولانا نور احمدؒ صاحب مہتمم ہوا کرتے تھے۔ قادیانیوں نے امرتسر میں جلسہ کرنے کا ارادہ کیا تو مولانا نور احمدؒ نے امرتسر کے تمام علماء کو جمع کیا اور کہا کہ اگر ان لوگوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دے دی گئی تو یہ بعد میں بہت تنگ کریں گے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ان دنوں طالب علم تھے۔ آپ نے بھری مجلس میں فرمایا کہ وہ جلسہ بند ہوگا اور انہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔ الغرض مرزائیوں نے ایک سینما ہال میں جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ چند طالب علموں کے ساتھ ہال میں جا پہنچے۔ جیسے ہی مرزا بشیر الدین نے قرآن کی تلاوت شروع کی آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ بشیر! قرآن صحیح پڑھو۔ اس پر ہنگامہ ہوا۔ شاہ صاحب باقی طلبا کے گھیرے میں آگے بڑھے اور سٹیج الٹ دی۔ ہال سے باہر آئے اور ایک تانگے پر کھڑے ہوکر تقریر شروع کردی۔ یہ خبر آگ کی طرح امرتسر میں پھیل گئی۔ لوگ جمع ہونے لگے اور نعرے لگنے لگے۔ پولیس آئی اور دورویہ کھڑے ہوکر مرزائیوں کو ہال سے نکالا۔ شاہ صاحب کی تقریر جاری تھی۔ جب بشیر الدین محمود ہال سے سڑک پر آیا تو لعنت لعنت کا شور بلند ہوا اور ساتھ ہی جوتوں کی بارش بھی، پھر دوبارہ ۱۹۳۴ء تک کسی کو امرتسر میں جلسہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۱۹۳۴ء میں دوبارہ مرزائیوں نے امرتسر میں جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا تو حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) نے تمام علماء کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ آج سے ۱۲، ۱۳ سال قبل مرزائیوں کا راستہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے روکا تھا۔ اب یہ دوبارہ آرہے ہیں انہیں روکنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اِدھر مرزائیوں نے جلسہ شروع کیا اُدھر چند مولوی حضرات اور طالب علموں نے جوابی کارروائی کردی جس کے نتیجے میں جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ ۴ علماء اور ۱۲ طالب علم گرفتار ہوئے جن کو چھ چھ ماہ قید سنا کر ملتان جیل بھیج دیا گیا۔ جس عدالت میں یہ مقدمہ چل رہا تھا اس کا جج ایک ہندو تھا۔ اس ہندو مجسٹریٹ نے ملزمان کے وکیل سے اشارۃً یہ کہا کہ اگر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجھے کہہ دیں تو میں سب کو بری کردوں گا۔ مفتی محمد حسن صاحب کو علم ہوا تو آپ نے شاہ صاحب کو کہلا بھیجا۔ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ ''اگر اِن حضرات نے جہاد کی نیت سے یہ فعل کیا ہے تو ہر تکلیف برداشت کرنی چاہیے اور اگر شرارت کی نیت سے کیا ہے تو شرارت کی سزا ملنی چاہیے میں سفارش کیوں کروں؟''

مولانا محمد عیسیٰ منصوری
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم (لندن)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم...... عالم اسلام کا عظیم محقق

ابتدائی حالات و تعلیم

ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ ۱۹ فروری ۱۹۰۸ء کو حیدر آباد دکن (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل بھی اسی سرزمین میں طے کیے۔ حیدر آباد اس وقت اہل علم کا مرکز اور علوم اسلامیہ کا گہوارہ تھا۔ آپ نے جامعہ عثمانیہ سے ایم اے، ایل ایل بی کیا۔ آپ عثمانیہ یونیورسٹی میں بنیادی طور پر بین الاقوامی قانون (International Law) کے طالب علم رہے۔ اسی موضوع پر آپ نے ۱۹۳۲ء میں پیرس کی مشہور زمانہ یونیورسٹی سوربون سے ڈاکٹریٹ کیا۔ اس سے ایک سال پہلے ۱۹۳۱ء میں آپ بون یونیورسٹی (جرمنی) سے اسلام کے بین الاقوامی قانون پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈی فل کی ڈگری حاصل کر چکے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کے چند امتیازی اوصاف

ڈاکٹر محمد حمید اللہ عالم اسلام کی منفرد شخصیت اور عظیم سکالر ہیں، جنہوں نے گزشتہ صدی میں اس قدر متنوع اور وسیع علمی خدمات انجام دی ہیں کہ اس میں کوئی دوسرا عالم و محقق آپ کا شریک نظر نہیں آتا۔ قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت، ادب، تقابل ادیان اور انٹرنیشنل لاء پر گرانقدر کتابیں لکھیں۔ موضوعات کے تنوع کے اس امتیازی شان کے علاوہ موصوف کا دوسرا بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپ نے بیک وقت اردو، انگریزی، فرانسیسی جرمنی، فارسی اور ترکی چھ زبانوں میں لکھا۔ آپ کا تیسرا بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپ پہلے مسلمان ہیں، جنہوں نے فرانسیسی زبان میں قرآن کا ترجمہ و تفسیر اور سیرت نبوی پر جامع کتاب لکھی۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔ ان مسلمان ہونے والوں میں فرانس کے بڑے بڑے اسکالر اور دانشور شامل ہیں۔ جیسے فرانس کے نامور محقق و اسکالر مورس بکائی، جنہوں نے ''بائیبل، قرآن اور سائنس'' جیسی شہرہ آفاق کتاب لکھی۔ ایک اندازہ کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر تقریباً ۳۰ ہزار فرانسیسی مسلمان ہوئے۔

تصانیف اور علمی تحقیقات پر ایک نظر

آپ کی زندگی کے ستر سال مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف میں گزرے۔ آپ کے قلم سے ایک سو (۱۰۰) کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں اور ایک ہزار (۱۰۰۰) کے قریب گرانقدر علمی و تحقیقی مقالات نکلے۔ آپ کی تصانیف کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں الفاظ کی بھرمار اور پھیلاؤ کے بجائے ٹھوس علمی تحقیقات ہیں۔ ہم مختصر طور پر آپ کی چند گرانقدر تصانیف کا جائزہ

لیتے ہیں۔"الوثائق السیاسة فی العھد النبوی و الخلافة الراشدہ" یعنی عہدنبوی ﷺ اورخلافت راشدہ کی سیاسی دستاویز۔ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کی تصانیف میں سب سے اہم اور علمی تحقیق کا شاہکار اور عالم عرب میں انتہائی مقبول ہے۔اس کے متعدد ایڈیشن مصر و بیروت سے چھپ چکے ہیں۔ یہ وہی موضوع ہے جس پر آپ نے پیرس کی مشہور زمانہ یونیورسٹی ''سوربون'' سے ڈاکٹریٹ کیا تھا۔اس تحقیقی وعلمی دستاویز کا نقش اوّل نبوی دستاویز' فرنچ ترجمہ کے ساتھ ۱۹۳۵ء میں پیرس سے دوجلدوں میں شائع ہوا تھا۔ ''عہدنبوی کے میدان جنگ'' یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۳۹ء میں فرانسیسی زبان میں چھپی تھی۔اس کا اردوترجمہ خودڈاکٹر صاحب کے قلم سے ۱۹۴۰ء میں حیدرآباددکن سے شائع ہوا۔خاص طور پر میدانِ جنگ کے نقشے اسی کتاب کے حوالے سے نقل کئے۔ ''صحیفہ ہمام بن منبہ'' ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ علم حدیث کی نہایت وقیع خدمت انجام پائی۔مشہورراویٔ حدیث سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردِرشیداور مشہورتابعی ومحدث حضرت ہمام بن منبہ (وفات ۱۳۰ھ) کا مشہور مجموعۂ احادیث' آپ نے برلن (جرمنی) میں دریافت فرماکر ایسے جدید اسلوب تعوین کے مطابق مرتب کرکے شائع کیا۔امام بخاری کا مشہور مجموعۂ احادیث ''الجامع الصحیح البخاری'' کامکمل اشاریہ مرتب فرمایا' جونہایت پیچیدہ اوردشوار کام ہے۔ یہ طبع ہوجائے تو علم حدیث کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔اسی طرح ڈاکٹر صاحب کے علمی وتحقیقی ذوق کی بدولت کتنی ہی قدیم کتابیں اور ماخذ آپ کی تحقیق سے زندہ ہوگئے۔جن میں خاص طور پر تیسری صدی ہجری کے مشہور مورخ البلاذری کی کتاب ''انساب الاشراف'' کی پہلی جلد ہے' جوسیرت نبوی پرنہایت اہم ماخذ ہے۔اس کتاب کی چوتھی جلد کا کچھ حصہ ایک یہودی مستشرق گوٹین القدس (یروشلم) سے شائع کرچکا تھا۔سیرت نبوی کے موضوع پر ایک دوسری نہایت اہم دستاویز اور بنیادی کتاب مشہورمورخ ابن اسحاق کی المبتدا دالمبعث والمغازی ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی ذوق نے مراکش کے قدیم شہر فاس کی جامع مسجد قروبین کے کتب خانہ سے تلاش کرکے شائع کیا۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی سیرت کے موضوع پرنہایت اہم خدمت ہے۔ جسے خاص طور پر عرب علماء نے سراہا۔اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے فرانسیسی اورانگریزی زبان میں سیرت پر' نہایت جامع اور مستند کتاب 'محمد رسول اللہ'' دوجلدوں میں لکھی' جس کے بیسیوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے قدیم مخطوطات سے ایک اہم کتاب یعنی علم نباتات پر تیسری صدی ہجری کے مشہور مورخ،ادیب و محقق ابوحنیفہ الامینوری کی نباتات کی ایک جلد ایڈٹ کی۔ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کردہ یہ دوسری جلد ۱۹۹۳ء میں کراچی کے مدینتہ الحکمتہ نے شائع کی۔ یہ کتاب نباتات کے علاوہ قدیم عربی ادب کی بھی نہایت اہم کتاب ہے کہ اس میں عربی کے سینکڑوں اشعار پائے جاتے ہیں۔آپ کا سب سے عظیم کارنامہ فرانسیسی زبان میں قرآن حکیم کا نہایت مستند ترجمہ وتفسیر ہے' جو بے حد مقبول ہوا۔آج سے قریباً بیس سال پہلے ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر صاحب اس کے بیسیوں ایڈیشن کی نظر ثانی کررہے تھے۔اس کا ہر ایڈیشن دس سے بیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔خدمت قرآن کے سفینے میں آپ نے قریباً پینتیس (۳۵) برس پہلے تراجم قرآن حکیم کی ببلیوگرافی ''القرآن فی کُل لسان'' مرتب کی تھی' جس میں دنیا بھر کی ایک سوبیس زبانوں میں قرآن

حکیم کے تراجم کا تذکرہ اور بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کے تراجم درج ہیں۔ دیگر اہم تصانیف میں ''السید الکبیر'' چار جلدوں میں ترکی زبان میں بھی چھپ چکی ہے۔ اسی طرح ''عہدِ نبوی کا نظام حکمرانی، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، اسلامی اصول و قانون اور نظریۂ دستور کا ارتقاء، امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، عہدِ نبوی کا نظام تعلیم، سلطان ٹیپو اور اردو کی ترقی، یورپ میں ادبی نشاۃ ثانیہ، سلطنت سقوطِ عثمان، مشرق میں انقلاب کیلئے روسی تدابیر، سرورِ کائنات ﷺ کی حکومت''۔ غرض یہ کہ ڈاکٹر صاحب کے قلم گوہر بار سے ایک سو سے زیادہ کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہوچکی ہیں۔ نیز آپ نے علامہ اقبال کی ''بال جبریل'' اور خطبات کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کرایا۔ اسی طرح دنیا کے مختلف بین الاقوامی جرائد اور مختلف زبانوں میں ۱۹۹۲ء تک آپ کے ۹۲۱ مقالات شائع ہو چکے تھے۔ آپ کی بعض کتابوں اور مضامین کا ترجمہ چینی اور جاپانی زبانوں میں بھی ہوا ہے۔

فرانس کی ہجرت اور پیرس میں مستقل قیام

ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۳۲ء میں اسلام کے بین الاقوامی قانون پر بون یونیورسٹی (جرمنی) سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی اور اس کے اگلے سال سوربون یونیورسٹی پیرس سے ڈپلومیسی کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں پڑھانے لگے۔ ۱۹۴۸ء میں سقوطِ حیدرآباد کے بعد وہاں رہنا مشکل ہوگیا۔ ہجرت فرما کر پیرس چلے گئے۔ اس وقت ۱۹۴۸ء سے پیرس میں اس کمرے میں رہائش پذیر رہے' جہاں طالب علمی کے زمانہ میں رہے تھے اور یہاں ایک تحقیقاتی ادارے سے وابستہ ہوگئے۔ آپ کے پاس اس ملک کا تاحیات پاسپورٹ نہیں تھا۔ حکومتِ فرانس نے آپ کے مہاجرت کی ایک سند جاری کردی تھی' وہی ان کا پاسپورٹ تھا۔ اسی پر بیرون ملک سفر کرتے۔ آپ نے پیرس کے محلے ریوتوانوں کے مکان نمبر ۴-۱۰ کی چوتھی منزل پر ٹھکانہ بنالیا تھا' جس میں لفٹ تک نہیں تھی۔ کمرہ تک پہنچنے کے لیے اسی (۸۰) کے قریب سیڑھیاں چڑھنی پڑتی تھیں۔ جب کبھی جانا ہوا' خیال آتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب پیرانہ سالی کے ساتھ بار بار کس طرح اترتے چڑھتے ہوں گے۔ جب ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جانا ہوا' وہ ہم سے آگے نکل گئے۔ ان کے کمرے میں جا کر محسوس ہوتا۔ گویا کتابوں کے کسی گودام میں آگئے ہوں۔ ایک بوسیدہ صوفہ، فائلوں اور کتابوں سے لدی ہوئی ایک پرانی میز، سٹیل کی چھوٹی چھوٹی کرسیاں، کتابوں سے بھری ہوئی' ان پر بیٹھنے سے قبل انہیں کتابوں کا ور فائلوں کے بوجھ سے آزاد کرنا ضروری تھا۔

مستقل قیام کے لیے فرانس کو ترجیح دینے کی وجہ

ایک مرتبہ ایک سوال کے جواب میں' فرانس میں قیام کو ترجیح دینے کی وجہ بیان فرمائی کہ ایسے علمی اور تحقیقی ادارے اور کہیں نہیں ہیں۔ یہاں ایک کروڑ اسی لاکھ کتابوں پر مشتمل ایسی لائبریریاں موجود ہیں' جن میں موضوع کے متعلق ہر زبان میں کتابیں یکجا مل جاتی ہیں۔ مشہور لائبریری ''السنۃ الشرقیۃ'' میں تیس لاکھ کتابیں موجود ہیں اور یہاں کا ماحول نسبتاً زیادہ

پرسکون اور علمی ہے۔ڈاکٹر صاحب کے بقول ''اگر چہ فرانس میں اسلام دشمنی کا جذبہ بہت شدید ہے۔الجزائر میں جو کچھ ہوا (اوراب بھی جو کچھ ہورہا ہے) وہ اس کا واضح ثبوت ہے۔لیکن اس کے باوجود صرف پیرس میں ایک لاکھ کے قریب فرانسیسی مسلمان ہو چکے ہیں۔اسلام قبول کرنے والے فرانسیسیوں کا یومیہ اوسط آٹھ سے دس ہے۔اس میں خواتین کی بڑی تعداد شامل ہے۔فرانس کی دوسری بڑی اکثریت مسلمان ہے۔اور یورپ میں جتنے مسلمان مجموعی طور پر بستے ہیں' اتنے صرف فرانس میں ہیں۔ایک محتاط اندازے کے مطابق فرانس میں چالیس لاکھ کے قریب مسلمان ہیں۔جن میں بڑی تعداد الجزائر، تیونس اور مراکش کے عربوں کی ہے۔پیرس اور فرانس کے سکالر خاص طور پر مذہبی رہنماؤں سے ڈاکٹر صاحب کے نہایت خوشگوار تعلقات رہے۔وہاں کے بڑے بڑے مذہبی رہنما ڈاکٹر صاحب کا بہت احترام کرتے تھے۔فرانس کی علمی مجالس ومباحث میں اکثر اسلام کی ترجمانی ڈاکٹر صاحب کے حصے میں آئی۔۱۹۹۲ء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے حوالے سے' اس وقت بھی اسلام کے نقطۂ نظر کی ترجمانی ڈاکٹر صاحب نے کی۔یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ذبیح حضرت اسحاقؑ ہیں' جن کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔اس نسبت سے یہودی اسرائیلی کہلاتے ہیں۔جبکہ قرآن اور اسلام ذبیح حضرت اسماعیلؑ کو قرار دیتا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے خود یہودیوں کی کتابوں اور تاریخ سے ثابت کیا کہ قرآن کا بیان ہی صحیح ہے۔یعنی ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہی ہیں۔اس پر کئی یہودی علماء نے تنہائی میں مل کر کہا کہ آپ کے دلائل نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں لیکن ہم اگر آپ کی تحقیق کو صحیح مان لیں تو ہمارا سارا مذہب ہی باطل قرار پائے گا۔

فرانس میں ڈاکٹر صاحب کی دینی خدمات

ڈاکٹر صاحب نے فرانس میں اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی دینی خدمات کے لیے ''جمعیۃ الصداقۃ الاسلامیہ'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔اس جمعیۃ کی طرف سے برسہا برس تک فرانسیسی زبان میں ایک ماہنامہ ''فرانس اسلام'' شائع ہوتا رہا۔ڈاکٹر صاحب خود اس کے مدیر اور خازن بھی تھے۔اس جمعیت کے طرف سے بہت سی اسلامی کتابیں بھی شائع ہوئیں اور ہفتہ وار دینی لیکچر کے پروگرام بھی ہوتے رہے۔اس جمعیت نے پیرس کے شوازی لروا کے مقام پر ایک مکان خرید کر اس کو مسجد بنایا' جس میں سابق وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر ۵ لاکھ (فرانک) ایک لاکھ (ڈالر) عطا کئے تھے۔ڈاکٹر صاحب طویل عرصہ تک انقرہ (ترکی) کی ارض روم یونیورسٹی میں ہر ہفتہ لیکچر دینے جاتے رہے۔اس کے لیے ہر ہفتہ پیرس سے انقرہ (ترکی) کا سفر فرماتے۔اس طرح کوالالمپور (ملائیشیاء) قاہرہ، استنبول اور دیگر یورپی ممالک کی یونیورسٹیوں میں بھی ڈاکٹر صاحب نے جا کر لیکچر دیئے۔

پاکستان کے لیے ڈاکٹر صاحب کی خدمات

ڈاکٹر صاحب نے پاکستان میں آئین سازی کے ابتدائی مراحل میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔علامہ سید

سلیمان ندویؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور دیگر علماء کے ساتھ مل کر پاکستان کی آئین سازی علماء کے ۲۲ نکات اور نظام تعلیم کے خاکہ کی تیاری میں شریک رہے' مگر بیوروکریٹس نے اس عظیم سکالر کی قدر نہیں کی تو وہ بددل ہو کر پیرس واپس چلے آئے۔

حکمرانوں سے استغناء اور بے نیازی

ڈاکٹر صاحب کے اوصاف حمیدہ میں ایک وصف حکمرانوں سے استغناء بھی ہے۔ڈاکٹر صاحب ان لوگوں میں تھے جو اپنی ذات' خدمات، کام اور حالات کا حتی الامکان اخفا رکھتے ہیں۔ایک بڑے عربی اخبار کا مدیر کئی دنوں تک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ رہا۔ڈاکٹر صاحب اس کے علمی سوالات کے جواب دیتے رہے۔مگر اپنی ذات کے بارے میں کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔۱۹۹۲ء میں پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے بار بار درخواست کی کہ حکومت پاکستان کو خدمت کا موقع دیجیے تو ڈاکٹر صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔نواز شریف نے پاکستان تشریف آوری کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی آمد پاکستان کیلئے بڑی سعادت ہوگی۔تو فرمایا وہاں آ کر میں کیا خدمت کر سکوں گا؟ یہاں ہمہ وقت تحریری کام اور نومسلم فرانسیسیوں کی تعلیم و تربیت میں لگا رہتا ہوں۔میری غیر حاضری سے یہ کام متاثر ہوگا۔اسی طرح جنرل ضیاء الحق مرحوم کی درخواست پر بہاول پور اسلامیہ یونیورسٹی میں جب لیکچر دینے کے لیے تشریف لائے (یہ یادگار لیکچر ''خطبات بہاول پور'' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں) اس وقت جنرل صاحب نے پاکستان روکنے کے لیے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ آپ کی پسند کا ادارہ بنا دیا جائے گا اور وسائل فراہم کئے جائیں گے مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔اسی طرح غلام اسحاق خان اور فاروق لغاری نے بھی بہت کوشش کی مگر آپ نے کمال عاجزی کے ساتھ معذرت کر لی۔ایک بار جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ آپ پاکستان کے کسی علمی ادارہ کی سرپرستی یا وزارت تعلیم کا منصب سنبھالتے۔تو مسکرا کر فرمایا کہ میں نے جس کام کے لیے خود کو وقف کیا ہے' وہ کسی ملک کے وزیر اعظم کے منصب سے زیادہ ہے۔سعودی حکومت نے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر صاحب کو ''شاہ فیصل ایوارڈ'' دینا چاہا تھا مگر اس مرد قلندر نے سختی سے انکار کر دیا۔

ڈاکٹر صاحب کے عادات و اخلاق

ڈاکٹر صاحب کی انکساری تواضع اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی ان کے پاس جانا ہوا بار بار معذرت فرماتے رہے کہ میں آپ کی خدمت نہیں کر سکا۔آنے والوں کی ہر طرح ضیافت فرماتے۔پیدل چلنے کے عادی تھے۔سفر ہمیشہ انڈر گراؤنڈ ٹرین یا بس کے ذریعہ کرتے۔ڈاکٹر صاحب کا معمول تھا کہ جب کمرے میں نماز پڑھتے' لائٹ آف کر دیتے کہ کہیں شیشے میں سے اڑوس پڑوس کے لوگ نماز پڑھتے دیکھ لیں تو ریا کاری کا شائبہ نہ ہو۔فارغ اوقات میں تبلیغ کا کام کرتے' شدید علمی مصروفیات کے باوجود کئی گھنٹے انہیں گشت کرواتے' مقامی لوگوں سے ملواتے' تعارف کرواتے۔تبلیغی جماعت کے

لوگوں کے ساتھ تادم واپسیں بڑی محبت ،شفقت ،ہمت افزائی اور کرم فرمائی کا برتاؤ رہا۔آپ جب جنرل ضیاء الحق مرحوم کی درخواست پر پاکستان تشریف لائے ۔فوٹو گرافر نمودار ہوا تو کتاب چہرے کے سامنے پھیلا دی ۔جنرل صاحب نے کہا’’ کیا آپ تصویر کو جائز نہیں سمجھتے ؟‘‘نہایت انکساری سے فرمایا’’ مجھے تکلیف ہوتی ہے ۔بیس برس پہلے ایک صاحب پاکستان سے ملاقات کے لیے آئے ۔ڈاکٹر صاحب نے پوچھا’’ پیرس میں کوئی زحمت تو نہیں ہوئی ؟‘‘انہوں نے جواب دیا’’بس ایک ہفتے سے گوشت نہیں کھایا‘‘فرمایا’’جی ہاں!تیس برس سے میں نے بھی نہیں کھایا۔‘‘ایک بار دریافت کیا کہ آپ نے نکاح کی سنت پر عمل نہیں کیا تو ایک لمحہ توقف کے بغیر فرمایا میں سخت گنہگار ہوں مجھے اس کا شدید احساس ہے، دعا کریں اللہ مجھے معاف فرمائے ۔مزید فرمایا میں یتیم تھا جب وقت تھا کسی نے توجہ نہ دی، پھر میں نے جب علم کو اوڑھنا بچھونا بنالیا تو اس طرف توجہ نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی کی مغفرت فرمائے میں ترکِ سنت پر سخت نادم ہوں ۔

غریب، نادار مسلمانوں کی خدمت

ڈاکٹر صاحب کا زندگی بھر اس مقولہ پر عمل رہا کہ داہنے ہاتھ سے صدقہ کرو تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔مگر مشک کی خوشبو کہیں چھپی رہتی ہے ۔ حال ہی میں جنگ کے کالم نگار ہارون الرشید لکھتے ہیں’’ ڈاکٹر صاحب ایک بار۱۹۸۲ء میں لاہور تشریف لائے ۔ایک پبلشر سے رائیلٹی وصول کر چکے تو وہاں سے اٹھ کر سیدھے جنرل پوسٹ آفس تشریف لے گئے منی آرڈر فارم طلب کئے جیب سے ایک طویل فہرست نکالی اور خود اپنے قلم سے سارے فارم فل کر کے تقریباً پوری رقم ڈاک خانہ والوں کے حوالے کر دی ۔ یہ دور دراز شہروں میں بسنے والے محتاج ومفلس اور بیوہ عورتیں اور یتیم بچے تھے ۔اس فہرست کے لیے کتنی مشقت اٹھائی ہوگی ۔عربی ،اردو، انگریزی ،فرانسیسی ، جرمن ،ترکی ،سپین اور اطالوی کتنی زبانوں میں ان کی کتابیں چھپتی تھیں اور کہاں کہاں سے روپیہ چلا آتا تھا لیکن یہ سب کا سب بانٹ دیا جاتا خود اپنی گزر بسر کے لیے سوربون یونیورسٹی کی پنشن کا ایک حصہ بچا رکھتے چند ہفتہ پہلے آخری بیماری سے پنشن کی رقم نکلوانے بینک گئے تو معلوم ہوا کہ گھر سے جو چیک بک چوری ہوئی تھی کسی نوسر باز نے اس کے ذریعے ساری رقم نکلوالی ۔ کچھ کہے بغیر لوٹ آئے کسی کو اطلاع دی نہ شکایت ۔ جب تک دم میں دم تھا اپنے معمولات جاری رکھے قرض لینا اور مدد مانگنا ان کے مسلک میں روا ہی نہیں تھا کئی دن اس عالم میں بیت گئے حتیٰ کہ بھوک سے بے دم ہو کر گر پڑے ۔ہسپتال لے جائے گئے معالجوں نے اس نادر روزگار کو پہچانا تو وارثوں کے لیے ڈھنڈیا پڑی ۔ایک بھتیجی امریکہ میں مقیم تھیں طبیعت قدرے سنبھلی تو ان کے پاس پہنچا دیئے گئے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کوئی خاص بیماری نہ تھی بھوک نے نڈھال کر دیا تھا۔حتی مشرق کا آفتاب ایک دن چپ چاپ مغرب کے ایک دور دراز شہر میں غروب ہوگیا۔گویا عہد اوّل کا کوئی مسلمان تھا جو بھٹک کر اس زمانہ میں آ گیا تھا۔ان کا نام مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا علی میاںؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ اور سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے ساتھ لکھا جائے گا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

قسط ۱۴

اکابر اسلام اور قادیانیت

دوسری طرف میں حیران تھا کہ وہ سب باتیں ان باتوں سے پوری پوری مطابقت کھاتی ہیں جو سکینہ اور زاہد کہہ چکے تھے۔ پس جب میں ادھر سے اپنے مقصد میں ناکام رہا تو میں نے اپنی تحقیق کا رُخ دوسری طرف پھیرا اور میں نے لوگوں میں زیادہ ملنا جلنا شروع کیا اور اس وقت تک میری یہی نیت تھی کہ میں سازش کا سراغ لگاؤں۔ اس نے گہری سازش کا سراغ تو کیا بتانا تھا' اُلٹا چاروں طرف سے واقعات اور حقائق کا طومار میرے سامنے لا کھڑا کیا جو بشیر احمد کے بیان کی لفظ لفظ تصدیق کرنے والے تھے' پس اس وقت میں نے بشیر احمد کو معذور سمجھ کر اس کی سزادہی کا خیال چھوڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بے گناہ بچے کو اتنے بڑے ظلم، جو میں اس پر آپ کے ساتھ فرطِ محبت اور فرطِ خلوص کی وجہ سے کرنے لگا تھا۔ یعنی ساری عمر کے لیے اس کو تباہ و برباد کرنے کا جو تہیہ کر لیا تھا، اس سے بچانے کے یہ ساماں پیدا کر دیئے کہ کئی جگہوں سے اس کے بیان کی تصدیق ہوتی چلی گئی، اور ایسی ایسی جگہوں سے ہوئی، جن کے متعلق وہم بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ کوئی شرارت کریں یا کسی شریر کی سازش کا شکار ہوں یا خود سازش کے بانی ہوں، جو ان کا پتہ بتا دیوے۔ کیونکہ آپ تو اچھی طرح سے واقف ہیں کہ اشارہ آپ کو فوراً اصل مشار الیہ کا پتہ دے گا اور میں کسی مصالحت سے اپنی تحریر کو دلائل سے خالی رکھنا چاہتا ہوں۔ غرضیکہ میرے پاس ان باتوں کے اثبات کے لیے دلائل کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔ جو اگر ضرورت پڑی تو پبلک میں ظاہر کیا جائے گا۔ خدا کرے کہ ان کے پیش کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ بشیر احمد سچا ہے اور یہ سب افعال جو اس نے بیان کئے ہیں آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کا علم ہو جانے کے، جو میرے اور میری بیوی کے لیے سخت دکھ کا موجب تھیں اور جنہوں نے ہم دونوں کی صحت پر اتنا اثر گہرا کیا کہ آج تک بھی اپنی صحت (Recover) نہیں کر سکے۔ کافی عرصہ تک ہم دونوں کمرہ میں اکیلے دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے۔ بچے ہماری حالت دیکھ کر سخت پریشان تھے مگر ان کو کوئی علم نہیں کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ ہماری آنکھیں سرخ دیکھتے اور سہم جاتے مگر ادب کی وجہ سے دریافت نہ کرتے، باوجود اس قدر شدید صدمے کے پھر بھی میں نے اس قدر شرافت سے کام لیا اور اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھا کہ کسی کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جن لوگوں سے مجھے مختلف واقعات کا علم ہوتا رہا۔ ان سے بھی صرف واقعات سنتا رہا اور یہاں تک احتیاط سے کام لیا کہ کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کے بتائے ہوئے واقعات کا علم نہ ہونے دیا۔ اس کا علم صرف اس کے بتائے ہوئے واقعات تک ہی محدود رہنے دیا اور ادھر بشیر احمد کو یہ سمجھایا کہ ان **العنت**

یذھبن السّیات کے ماتحت ممکن ہے۔اللہ تعالیٰ معاف کردے اوراسے تاکید کی کہ کسی کے سامنے ان باتوں کو دہرانا نہیں ۔حتیٰ کہ اگرکوئی پوچھے بھی تو صاف انکار کردینا۔کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد کی پردہ پوشی کریں۔بشیر احمد نے جب دیکھا کہ آپ میرے خلاف پراپیگنڈہ کرکے مجھے جماعت میں گرانے کی کوشش کررہے ہیں اورادھراس کو بھی گرانے کے درپے ہیں تواس سے کئی دفعہ مجھ پر زور دیا کہ میں اعلان کردوں۔لیکن میں نے اس کو ہمیشہ صبر کی تلقین کی۔آخر تنگ آکراس نے خود اعلان کا فیصلہ کرلیا۔اورایک اعلان لکھ کر میری طرف بھیج دیا۔چنانچہ اسے بجنسہ اس خط کے ساتھ ارسال کررہا ہوں۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اجازت کے بغیر شائع کردیا' ورنہ''سبق الصیت القول' والی مثل صادق آجاتی۔اور پھر چُھٹا ہوا تیر واپس لانا مشکل ہوجاتا۔لیکن میں اسے ہمیشہ روکتا رہا۔اوراس اعلان کو بھی روک لیا اور ہمیشہ سے یہی تلقین کی کہ خواہ وہ کتنا ہی ہم کو بدنام کرلیں۔اورکتنی ہی کوشش ہمیں جماعت کی نظر میں گرانے کی کرلیں۔ہم نے ابتداءنہیں کرنی اور ہماری طرف سے یہی کوشش رہے گی کہ ہم صبر سے برداشت کرتے چلے جائیں' جب کسی سے مقابلہ آپڑے تو مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جونقطۂ نگاہ ہوتا ہے۔اس لحاظ سے (Defence) بہت بعداز وقت ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس میں ہے۔چنانچہ اس وقت تک میں کاربند رہا ہوں۔اوراب جو میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں وہ بھی اس لیے کہ آپ پر آخری دفعہ حجت پوری کردوں اورآپ کو متنبہ کردوں کہ کہیں آپ مجھے اپنا(Defence) پیش کرنے پر مجبور نہ کردیں۔چنانچہ اگر آپ نے اس قسم کا قدم اٹھانے کی غلطی کی تو میں مجبور ہوں گا کہ اصل واقعات کو روشنی میں لاؤں اور جو اخفاء کا پردہ آج تک ان واقعات پر پڑا آرہا ہے۔اسے اٹھادوں کیونکہ یہ میں قطعاً برداشت نہیں کرسکتا کہ خدا تعالیٰ کی مقدس جماعت میں' دائمی طور پر بدنامی کے ساتھ یاد کیا جاؤں۔پس اگر میں آپ کے افعال مذمومہ کے اظہار پر مجبور ہوا تو پھراس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہوگی اورسمجھ لیں کہ **الفتنہ نائمتہ لض اللہ من ایقظھا** کا کون مصداق بنے گا۔میں نے آپ کے ظلم پر ظلم دیکھے اورصبر سے کام لیا۔لیکن آپ باز آنے میں ہی نہیں آتے اوراپنے مظالم میں حد سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔پس اب میرے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہوچکا ہے۔اس لیے انجام کو آپ اچھی طرح سوچ لیں۔اگر آپ اس تحریر کے بعد رک گئے تو میں بھی جس طرح خاموشی کے ساتھ وقت گزارر ہا ہوں' گزارتا چلا جاؤں گا کیونکہ ہر حق کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔میں جانتا ہوں کہ اس حق کے اظہار کی وجہ سے چند عورتوں کی عصمتیں تو محفوظ ہوجائیں گی اور چند نوجوان دہریہ بننے سے بچ جائیں گے لیکن ہزاروں روحیں جو اس کے عدم علم کی وجہ سے ہدایت کے قریب آرہی ہیں اور بہت سی ان میں بھی جو ہدایت پاچکی ہیں' ہدایت سے محروم ہوجائیں گی اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے' جس کے خیال سے بھی میری روح کانپتی ہے اوراتنا بھاری بوجھ ہے جس کے اٹھانے کے لیے میری پیٹھ بہت کمزور ہے۔پس اگر میں آگیا تو اس کی ذمہ داری آپ پر آئے گی۔میں تو آپ یادرکھیں اب تنگ آچکا ہوں اگر آپ نے مجبور ہی کیا تو میں نے مقابلے کے لیے مصمم ارادہ کرلیا ہے۔اور جب تک میری جان میں جان ہے' ان شاء اللہ' آپ کا مقابلہ کروں گا۔آپ کے تمام دجل وفریب کو

آشکار کر کے چھوڑوں گا۔"وما توفیقی الا باللہ" مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ اس مقابلہ میں میری جان جائے یا مجھے مالی نقصان ہو۔ میں خاموش ہوں تو خدا تعالیٰ کے لیے اور اگر اٹھوں گا تو محض خدا تعالیٰ کے لیے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی عیاشی کو انتہا تک پہنچایا ہوا ہے' جس لڑکی کو چاہا' اپنی عجیب و غریب عیاری سے بلایا اور اس کی عصمت دری کر دی اور ایک طرف اس کی طبعی شرم و حیا سے ناجائز فائدہ اٹھالیا اور دوسری طرف دھمکی دے دی کہ اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری بات کون مانے گا؟ تجھے ہی لوگ پاگل اور منافق کہیں گے۔ میرے متعلق تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی نے جرأت کا اظہار کر دیا تو مختلف بہانوں سے ان کے کارندوں یا والدین کو ٹال دیا۔ مگر آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہ علم صرف اس لیے ان پر چل جاتا ہے کہ وہ اپنے معاملے کو انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں لیکن جس وقت ان کے سامنے تمام واقعات مجموعی حیثیت میں آئے تو پھر ان کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ یہ سب دھوکا ہی تھا۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو پھنسانے کے لیے جو جال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے۔ اس کا راز جب فاش کیا جائے گا۔ تو لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پہ ڈاکہ پڑتا ہے۔ مخلص جو آپ کے ساتھ اور آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتے تھے۔ ان کے گھروں میں سب سے زیادہ ماتم پڑے گا۔ دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جاتا ہے۔ یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں بھٹکتا۔ اور پتھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر گرتے ہیں اور آپ کی سزا ہی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر سکینہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لے لیجئے۔ کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جاتا رہا ہے۔ جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن وہ بیچاری باوجود سچی ہونے کے، قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس کی صحت تباہ ہو چکی ہے۔ اب تازہ مثال فخر الدین صاحب کی ہے۔ اس کو بھی آپ نے اس وجہ سے سزا دی ہے کہ اس کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو چکا ہے اور آپ پر یہ خوف غالب تھا کہ یہ مجھے بدنام کرے گا۔ حالانکہ یہ آپ کا وہم ہی تھا وہ بھی سلسلہ کی بدنامی کے خوف سے ہمیشہ آپ کی پردہ پوشی ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اس وہم کی بنا پر آپ مدت سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ کبھی کوئی موقعہ ہاتھ آئے تو اسے جماعت سے نکال دیا جائے۔ تاکہ یہ روٹی سے تنگ آ کر ذلیل ہو کر معافی مانگے۔ تاکہ پھر ساری عمر سیاہ کاریوں کے متعلق ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکال سکے اور آپ اطمینان سے اپنی عیاشیوں میں مشغول رہیں۔ جیسا کہ آپ پہلے اس طریق سے بعض ایسے آدمیوں کو چپ کرا چکے ہیں۔ قاضی اکمل صاحب پر جو ظلم کیا گیا۔ اس کی تہہ میں بھی یہی مقصد آپ کا کام کر رہا تھا اس طرح اور بہت سی مثالیں ہیں۔ جن کو وقت آنے پر پیش کیا جائے گا اور ان تمام مظالم کی داستانیں جو تقدس کے پردے میں آپ کر رہے ہیں وقت آنے پر کھول کھول کر لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ ان تمام مظالم کو ڈھانے میں آپ کو جرأت ایک طرف تو اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ آپ نے لمبے عرصے تک مختلف رنگوں میں کوشش کر کے لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کر دی ہے کہ آپ ایک

مقدس انسان ہیں۔ کہیں اپنے کو مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق بتایا ہے کہیں موعود خلیفہ، لیکن یاد رکھیں کہ یہ طلسم آپ کا بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ لوگ آپ کے اس طلسم کے نیچے صرف اس وقت ہی ہیں جب تک ان کو آپ کے چال چلن کا صحیح علم نہیں ہوتا اور ان کو پتہ نہیں لگتا کہ جس قدر دلائل آپ کو مصلح موعود بنانے کے لیے دیئے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں اور یہ کہ مصلح موعود کی پیش گوئی کے مصداق آپ ہو ہی نہیں سکتے۔ حضرت مسیح موعود کا ایک اور خواب ہے، جس میں آپ کی گندی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اس کے آپ مصداق ہیں۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کوئی اور آنے والا ہے۔ میں نے خدا کے فضل سے اس پیش گوئی کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اور یقینی دلائل سے یہ ثابت کر سکتا ہوں۔ آپ مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔

پس ایک طرف تو آپ کو اس وجہ سے جرأت ہے کہ لوگوں کے دلوں پر غلط طور پر آپ کا تقدس بٹھا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کی بات کو خدائی بات سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوسری طرف آپ کی طاقت اور اقتدار کا گھمنڈ ہے جو اوّل الذکر وجہ سے آپ نے حاصل کیا ہوا ہے۔ تیسرے اس وجہ سے آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے اور ’’منافقوں سے بچو‘‘ کے شور میں لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کر دیا ہوا ہے۔ اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخاطب کہیں میری رپورٹ ہی نہ کر دے اور پھر فوراً مجھ پر منافق کا فتویٰ لگا کر جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جائے گا اور یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا علم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ آپ کا غلط خیال ہے۔

قادیان میں بھی اور باہر بھی ایک بڑی تعداد ہے جو آپ کی سیاہ کاریوں سے واقف ہے اور دن بدن یہ تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب یہ لاوا پھوٹے گا۔ بہت سے لوگ کسی جرأت کرنے والے کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ انسانی فطرت ہے کہ اکثر لوگ خود جرأت نہیں کر سکتے لیکن جرأت کے ساتھ کسی کو اُٹھتا دیکھ کر خود اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ آخری بات جو آپ کو ان تمام مظالم پر جرأت دلا رہی ہے وہ بائیکاٹ کا حربہ ہے آپ نے قادیان کے انتظام کو اپنے رنگ میں چلایا ہوا ہے کہ تمام کی روزی کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں اپنے مدِ مقابل کا سر آن میں کچل سکتا ہوں اور آپ تو آپ فدائیوں کا گروہ بھی بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلے میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بے کس، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوری کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے، ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لیے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرے۔

(جاری ہے)

کتاب ''محبوبِ خدا''
مصنف: چودھری افضل حق ؒ

محمد یوسف شاد

حاصل مطالعہ

○ اعترافِ عظمت کے لیے بھی باعظمت ہونا ضروری ہے اور اعترافِ محبت میں بھی بڑی مدت کھونا پڑتی ہے۔

○ موسمِ بہار میں محرومِ محبت کے گھر میں محبوب اچانک آجائے تو محبّ (چاہنے والا) استقبال کی خوشی اور دیدار کی مسرت میں اِدھر اُدھر چوکڑیاں بھرتا ہے محبت ضابطوں کی پابند نہیں ہوتی اور اکثر اوقات ادب واحترام کی حدود بے خبری میں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ مخلوق کی ایک دوسرے سے محبت خدا کی رحمت ہے، مگر جب محبت کی بے پایانی کو محدود کر کے کسی فردِ واحد میں مرکوز کر دیا جائے اور اس حد بندی کی متحرک شہوت ہو تو عصمت اور پاکبازی سر پیٹ لیتی ہے۔ عشق کی وارفتگیاں محبوب کے محاسن کی گرویدگی تک محدود ہونی چاہیں۔

○ عشق بے باک ہو حُسن بے حجاب ہو، اور ہر وقت سیاہ کاری کے دامن میں پناہ پانے کے لیے آمادہ ہو، بے نقاب عورتوں کی نگاہیں فتنے اٹھائیں اور اُن کی مسکراہٹیں بجلیاں گرائیں تو یہ رذیل اخلاق انسانیت کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں

○ دنیا ہمیشہ سے محبت اور عقیدت کی برپا کردہ تاریکیوں میں گھری رہی ہے، جوانی زندگی کی شگفتہ بہار ہے، نقرئی چاندنی کی سرمستی وسرشاری میں 'حُسن' دعوتِ لطف اندوزی دیتا ہے، اس زہد شکن موسم میں توبہ بھی بقول سعدی' پیغمبری ہے لیکن اس کی سہانی راتوں کی لطیف رعنائیوں سے اثر پذیر نہ ہونا صرف ان انسانوں کا کام ہے جن کی شان' ادراک کی سرحد سے پار ہے، عمر کے اس حصہ میں جبکہ رنگین خواب دل پذیر نغموں سے معمور ہوتے ہیں اور انسان کیف وسرور میں کھویا ہوتا ہے گناہوں سے اجتناب بڑی کامیابی ہے۔

○ جس ملک میں حُسن بے نقاب کو' کھلے بندوں ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت ہو' عشق کی کشاکش سے بچ نکلنا ایسی سعادت ہے جو ہوسنا کیوں کا حصہ نہیں ہوسکتی۔

○ انسانی کردار کی عظمت اسی میں ہے کہ جس کو جس سے زیادہ واسطہ ہو، وہ اس کی بڑائی کا زیادہ اقرار کرے۔

○ ریاکاری کا ڈھول دور سے سہانا معلوم ہوتا ہے اسے قریب سے دیکھئے تو اس کا پول کُھل جاتا ہے۔

○ نیک انسان کے متعلق دور رہ کر بدگمانیاں رہتی ہیں اِس کا قرب اُس کی محبوبیت کو اور بڑھا دیتا ہے۔

○ جب کبھی ایک عاشق وارفتہ' کسی پیکرِ حُسن کی محبوبیت کا نظارہ کرنے کے لیے ایک پُرشوق تشویش محسوس کر کے جلدی،

جلدی تیار ہوتا ہے گویا مطلوب، ملاقات کے لیے منتظر کھڑا ہے اور اُسے دیر ہوگئی تو ڈر ہے کہیں مایوس نہ لوٹ جائے۔ اُسی طرح انسان کو بھی اپنے خالقِ حقیقی کے احکام بروئے کار لاکر اُس عاشق جیسی زندگی گزارنا چاہیے۔ انسان کا اللہ کی عبادت کرنا ہی اپنے مالک کی محبوبیت کا نظارہ کرنا ہے۔

○ مالک کی محبوبیت کا نظارہ کرنے والے کو کبھی کبھی تاریکیوں میں ایسی نور کی جھلک نظر آتی ہے گویا تیرہ و تار مطلع پر کواکب تاباں ظاہر ہوگئے، جب روح اس طرح عالم علوی سے علاقہ پیدا کرتی ہے تو اکثر خطرات سے آگاہی ہوتی اور خوش خبریاں پاتی ہے، کبھی رویائے صادقہ اور صاف الہام اُس کی رہبری کرتے ہیں۔

○ بعض اوقات نئی دنیا کی اچھوتی حقیقتیں اس پر کھلتی ہیں علم و یقین کے باب وا ہوتے ہیں، انسان خدا کے ساتھ اپنا تعلق یوں استوار پاکر آئندہ لغزشوں سے محفوظ ہوجاتا ہے

○ جب جسم اور روح آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں تو خوبصورتوں سے خوبصورت اللہ عزوجل کی الفت، ویرانے کو تازگی بخش دیتی ہے، تسلی بخش ہوائیں مالک دوجہاں کی کرسی کو سجدہ ریز ہوکر لوٹتی ہیں۔ آرام وسکون کا ٹھاٹھیں مارتا دریا، بہتا چلا آتا ہے، اس وقت انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی اور کی مداخلت کے بغیر لطف اندوز ہوتا رہے، اسی لیے وہ اکثر قریۂ تنہائی ڈھونڈتا ہے، جہاں پتہ نہ ہلے اور پرندہ پر نہ مارے۔ خوشی کے انمٹ پیام فلک سے نازل ہوتے ہیں، قلب، اطمینان وراحت سے بھر جاتا ہے، اس لیے کبھی بھی انسان مضطرب اور غم زدہ نہیں ہوتا۔ باوجود اس کے آنکھوں سے اشکوں کا مینہ برسنے لگتا ہے لیکن پھر بھی دل مسرتوں کا گہوارہ بنا رہتا ہے۔ کیوں نہ ہو؟ انسان کا اپنے اللہ کے ساتھ تعلق جو استوار ہوجاتا ہے، کیونکہ وہ ذاتِ واحد جو کل کائنات کی واحد مالک ہے دل کے راز سے آشنا ہے حضرت یوسفؑ کا حُسن اور پھول کی خوش رنگی اس کا معمولی کرشمہ ہے، سمندر کی متحیرانہ وسعتیں، موتیوں سے کھیلنے والی اس کی موجیں، پہاڑوں کی، آسمان سے باتیں کرنے والی چوٹیاں اور ان کے لامتناہی سلسلے، بے شمار ستارے اور شمس و قمر کا ہیر پھیر، نیلے آسمان تلے گرجتے بادل کڑکتی بجلیاں، بارش کے موتیوں سے پاکیزہ قطرے اور معطّر ہوائیں، پُرشور آندھیاں، موسموں میں تبدیلی، جذبات کے طوفان، حُسن کی نزاکتیں، عشق کی قربانیاں اس کے ایک ارادے کی پیداوار ہیں، ماں کی محبت، بچے کی حسین مسکراہٹ اور اس طرح کے ہزاروں تاثرات کا خالق کون ہے؟ پھولوں میں مہک، پھلوں میں شیرینی کون بناتا ہے؟ پس وہی تو ہے دنیا جہان کا مالک جو شان و شوکت کا مالک اور عبادت کے لائق ہے۔

○ پروردگار کے ہونے کا اقرار ہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے لیکن جو اس دولت سے بے بہرہ ہوں ان کے لیے یہ ایک نئی چیز ہے اور وہ اس نئی چیز کو مشکل ہی سے سمجھ پائیں گے ایک نامعلوم وادی میں پہلا قدم بہت جھجک پیدا کرتا ہے۔

○ جب بہت ساری خوبیاں کسی ایک فرد میں جمع ہوجائیں تو اُسے ہر دلعزیز ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

- پسماندہ اضلاع کے سکولوں میں' طالبات کو لنچ فراہم کرنے کا منصوبہ (ایک خبر)

احمقوں کی جنت اور کسے کہتے ہیں؟

- فرنٹ لائن سٹیٹ ہونے کے باوجود' پاکستان کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔ (شوکت عزیز)

اوہدیاں......اوجانے......توبھُن دانے!

- زہریلی شراب پینے سے ایک شخص ہلاک (ایک خبر)

شر۔آب ''شر والا پانی''

- مظاہرے اور نعرے بازی سے ایوان کا تقدس مجروح ہوا۔ (شیخ رشید)

اشکے بھئی اشکے! آئینۂ ایّام میں آپ اپنی ادا دیکھ

- جنگ پر اُتر آئے تو فرانس، جرمنی سمیت کوئی بھی ہمارا راستہ نہیں روک سکتا۔ (بش)

اک تو ہی نا خدا نہیں ظالم! خدا بھی ہے

- حکومت اور اپوزیشن' پیر تک بتائیں' ایوان چلانا ہے یا نہیں؟ (سپیکر چودھری امیر حسین)

کوئی بے بسی سی بے بسی ہے!

- ایل ایف او پر' صدر کو اعتماد میں لیے بغیر بات نہیں کر سکتے (چودھری شجاعت)

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں؟ یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

- حکومت نے خواتین کا مستقبل خود ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ (مشرف)

صرف پچھلے سال' 637 خواتین قتل، 687 سے زیادتی، 2190 خواتین کاروکاری کی نذر ہوئیں۔

- حکومت اپوزیشن مذاکرت ناکام۔ اسمبلی میں پھر ہنگامہ (ایک خبر)

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد!

- امریکہ ہم سے حمایت چاہتا ہے مگر عوام خلاف ہیں۔ (پرویز مشرف)

عوام تو افغانستان میں امریکا کی حمایت کے بھی خلاف تھے!

- اقتدار کی خواہش نہیں۔ (شہباز)

ہتھ نہ پہنچے، تھوہ کوڑی!

لالہ ظفر

چیدہ پیچیدہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی' شیطان مردود سے'' انگریزی میں ''رجیم'' Regime کا مطلب حکومت ہے، ہم امریکی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

''آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے'' امداد و غذا اوّل، میزائل و بم آخر

واول (Vowel) کے بغیر انگریزی زبان مکمل نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں یہ حروف بہت عروج پر ہیں۔ اتفاق کی بات ہے' آج کے سماج کے ٹھیکیدار ممالک کے نام بھی' انہیں ''واویلوں'' سے شروع ہوتے ہیں۔ (AEIOU)۔ اے سے امریکہ، ای سے انگلینڈ، آئی سے اسرائیل اور انڈیا، او سے آرگنائزیشن اور یو سے یو این او۔

مزید براں چیدہ چیدہ ممالک' جو آج کل پیچیدہ کشمکش میں مبتلا ہیں اور عام طور پر جن کی وجہ سے دنیا پریشان ہے اور جہاں امن کی، عالم وجود میں آمد، عدم موجود ہے اور پتہ نہیں کب تک موعود ہوگی......؟ یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ یہ ممالک اور شہر، اردو زبان کے حرف ''ک'' سے شروع ہوتے ہیں۔ مثلاً کشمیر، کوفہ، کربلا، کویت، کسووو، کابل، کوریا......شمالی کوریا کے پہلے دو حروف کو اگر ملایا جائے تو لفظ ''شک'' بنتا ہے۔ دنیا کے سماج کا اجارہ دار امریکہ' ہر ایک پر شک کرتا ہے اور اپنے شک کو بے شک کرنے کے لیے اتحادیوں کا سہارا لے کر دوسرے ممالک کو کہتا ہے ''یورپین''......اس کا مطلب ہے ''یو آر پیئن'' کہ آپ چپراسی ہیں......اور یہ بھی اتفاق ہے کہ اس کے مرکزی کردار یو این او کے جنرل سیکرٹری کا نام بھی ''ک'' سے شروع ہوتا ہے' یعنی کوفی عنان۔ وہ غلامی میں کیوں نہ پیش پیش رہے کہ یو این او بھی امریکہ میں ہے......''کوفی لا یوفی'' جس کی رہائش، آسائش، زیبائش ، نمائش اور آزمائش امریکی ہے۔ پانی بھی امریکہ کا پیتا ہے، خوراک بھی وہیں کی کھاتا ہے اور لباس بھی امریکی ہے یو این او کا مطلب ہے یونو (You No) تم کچھ نہیں۔ اور اگر اب یو این او کو الٹ کریں تو کمزور ممالک پر وہ آن یو (On you) (تم پر ہے) ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ' یہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔'' لیکن ہماری مداہنت ، بزدلی اور مذہبی بے راہ روی کا یہ حال ہے کہ ہم کھلے بندوں یہ اعلان کر کے' اپنی ذہنی شکست کا اعتراف کرتے پھرتے ہیں کہ ''لائن فرنٹ سٹیٹ'' (ایل ایف) ہونے کے باوجود ہمیں کوئی ریلیف نہیں دیا گیا......'' امریکہ کوئی ریلیف دے یا نہ دے مگر قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے ''ایل ایف او'' پر پوزیشن لے لی ہے ...... پہلے وہ ہمیں ''مالی ایڈ'' دیتے تھے' اور اب ہمیں ''جسمانی ایڈز'' دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارا مغرب زدہ طبقہ' جو کھڑے ہو کر کھانے ، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور کھڑے کھڑے کھڑاک کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے' مغرب کے گُن گانے میں محو ہے' جیسے وہ امریکہ کا وی سی آر (ویری کلوز ریلیٹو) انتہائی قریبی رشتہ دار ہو۔

اور امریکہ اپنے حواریوں سے کہہ رہا ہے:

"Do'nt beat about the Bush"

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

(نثری نظم)

کٹّی یا کٹّا......؟

سترّ ورہے پرانی گل اے
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نوں
اک عقیدت مند
اپنے گھر لے گیا
اوہدی بیوی نے
پردے دی اوٹ وچ کہیا
شاہ جی!
اے مَجّ نوں تے ویکھو ذرا
کٹّی دَے گی یا کٹّا؟
شاہ جیؒ نے کہیا
اے گل تے میرا اللہ ای جاندا اے
او اللہ دی بندی کہن لگی
شاہ جی!
پچھلے ورہے اک پیر ہوری آئے سَن
اوہناں نے تے دَس دِتّا سی
شاہ جیؒ کہن لگے
اوہنے کی دَسیا سی؟
او بی بی کہن لگی
پیر ہوری چادر اُتّے پا کے بہ گئے
کجھ پڑھیا
تے فیر اوہناں نے دَسّیا
پئی کٹّی ہووے گی
تے فیر کٹّی ہوئی سی
شاہ جیؒ نے کہیا
مینوں وی اک چادر لیا دیئو
شاہ جی وی اُتّے چادر پا کے بہ گئے
تے کہن لگے
دھیئے!
ہُن تے مینوں
مَجّ وی نظر نئیں اوندی
میں کی دسّاں
کٹّی دےئے گی یا کٹّا؟

پروفیسر محمد اکرام تائب

''رنگِ سخن''

سکوں اک پل نہیں ملتا کرائے کے مکانوں میں
''تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں''

یہ وی سی آر ، ٹی وی اور کیبل کا کرشمہ ہے
حیا اب نام کو باقی نہیں جو نوجوانوں میں

تمھیں نقصان کیا پہنچے گا فصلوں کی تباہی کا
یہ سب محرومیاں تم بانٹ دو میرے کسانوں میں

شعاعِ حُسن پھوٹے کس طرح مدقوق چہروں سے
جوانی لٹ گئی ہے مفلسوں کی کارخانوں میں

محبت ، دوستی ، پاسِ حیا ، عفو و کرم ، احساں
یہ سب اوصاف ملتے ہیں پرانی داستانوں میں

مٹا دو نفرتیں ساری شریکِ زندگی بن کر
چلے گی دشمنی کب تک ہمارے خاندانوں میں

سپاری رہ گئی منہ میں مگر ہیں دانت سب غائب
چھپا ہے کون جادوگر تمہارے پاندانوں میں

چمک تھی کس قدر زر میں کہ آنکھیں ہو گئیں خیرہ
کھنچے ہی رہ گئے ہیں تیر سارے سب کمانوں میں

کہیں پہ فائرنگ، آتش زنی اور بم دھماکے ہیں
تری غداریوں کے تذکرے ہیں آسمانوں میں

کوئی بھولے سے بھی آیا نہ مردِ حق کی محفل میں
سبھی ہیں کھو گئے جا کر ترانہ کے ترانوں میں

کٹی ہو جس کی جڑ تائبؔ شجر وہ سوکھ جاتا ہے
زمیں کو بھول مت جانا کہیں اونچی اُڑانوں میں

❁ ❁ ❁

شفقت رسول مرزا

کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ

میں کہ ہوں دست وگریباں
گردشِ دوراں سے جو
میرے بال و پر کو اپنی تیز تلواروں کے ساتھ
کاٹتی ہے اس طرح
زندگی بھر نہ فلک پہ اُڑ سکوں
ہر قدم خاکِ زمیں کو چاٹتا
اس نشیبِ راہ کو اپنا ٹھکانہ جان لوں
خواہشوں کا دیو جبکہ
پی رہا ہے ہر گھڑی میرا لہو
اور میں آہ وفغاں کے زہر سے
ہوتا جاتا ہوں مسلسل ہی ضعیف و ناتواں
شہر کے خستہ مکانوں کی طرح

جن کے سنگ وخشت سے جاتا نہیں
مشرق ومغرب کے طوفانوں کا ڈر
سوچتا ہوں، کل ہنر کے تخت پر بیٹھا تھا میں
مہر و وفا و نجم تھے میرے غلام
میرے تلوے چاٹتے تھے روز وشب
سر جھکاتی تھی بہارِ صبح وشام
آج میں ہوں گوشۂ ایام میں
کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ
خود فریبی سے جو چکنا چور ہے
ظلمتِ شب میں بہت بے نور ہے
جس کی صورت سے زمیں نا آشنا
جس کی سیرت کا ہے شاکی آسماں

’’پادریوں کے کرتوت‘‘ تحقیق وترتیب: محمد متین خالد

ضخامت:۵۶۰صفحات قیمت:=/۲۵۰روپے ملنے کا پتا: علم وعرفان پبلشرز، اردو بازار۔ لاہور

اہل کلیسا کی ہمہ نوعی بے راہ روی تاریخ انسانیت کا انتہائی سیاہ باب ہے۔ آسمانی کتب میں حسب منشا حک واضافہ‘ عصمت مآب انبیاء ومرسلین علیھم السلام پر حیا سوز الزامات وبے طرح بہتان تراشیاں‘ حلت وحرمت سے کنارہ کشی‘ امتیاز خیر وشر سے عملاً علیحدگی ایسی حیوانی کیفیات ہیں جن سے انسانی شرف ومجد معرض خطر میں ہے۔ احکام الٰہی سے روگردانی نے نصرانیت کے مذہبی پیشواؤں کو مکمل طور پر آبرو باختہ کر دیا اور ان کی دیکھا دیکھی عامۃ الناس بھی اس ذلت وگمراہی کا نخچیر ہو کر رہ گئے۔ رومن کیتھولک چرچ کے پادری اور راہبائیں بشمول پاپائے اعظم ایسی مسافت کے راہی ہیں جس کی کوئی منزل ہے نہ ٹھکانہ۔ ان سب نے یہود کے ملاپ سے ایک معصیت بردوش تہذیب کو جنم دیا جو بالکل عریاں‘ غیر شائستہ اور پرلے درجے کی بداخلاق ہے۔ حرص وآز اور جانوروں ایسی لذات قاہرہ کا حصول اس کا مدعا ہے۔ ماں بہن بیٹی اور بہو کی عزت وعفت اس میں متروکات سخن ہو کر رہ گئی ہیں۔ سالہا سال مرد عورت کا اکٹھا رہنا‘ ناجائز اولادیں پیدا کرنا پھر من چاہے انداز میں بیاہ رچانے کا تکلف کرنا‘ دھڑلے سے خنزیر کا گوشت کھانا اور بے دھڑک شراب کے جام لنڈھانا صلیبیوں کی حیات مستعار کے اجزائے ترکیبی بن گئے ہیں۔ اکیسویں صدی میں اس تہذیب نوی کی خرمستیاں بہ ظاہر عروج پر ہیں مگر باطناً یہ صورت حال تمدن روما کے احیائے ثانی کی چغلی کھا رہی ہے اس دورِ ظلمت کی بازیافت کے جنون نے اہل مغرب کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔ وہ اس الٹے سیدھے آڑے ترچھے راستے پر بگٹٹ بھاگتے جا رہے ہیں۔ ایسے میں وہ اس پر بے لگام بھی ہیں اور شتر بے مہار بھی۔

مکرمی محمد متین خالد کی مرتبہ تحقیقی کتاب ’’پادریوں کے کرتوت‘‘ اصلاً اسی عصیاں بکف تہذیب نصاریٰ کی خفی وجلی مشتملات کا افشردہ وعشارہ ہے۔ جس کے وجود نا سعید نے صلیبی دنیا کی عبادت گاہوں اور گھروں کو بیک وقت جنسی اڈوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب ٹھوس مواد پر مشتمل انکشافات ہی نہیں بلکہ ایک دلِ دردمند کی جانب سے اس عہد ناہموار کی دھوپ چھاؤں کڑواہٹوں کے خلاف صدائے احتجاج بھی ہے۔ اس تحقیق پر جناب متین خالد قابلِ صد مبارکباد ہیں۔ اس کا مطالعہ نژادِ نو کو ذہنی‘ فکری‘ نظریاتی اور بہت سی روحانی وتمدنی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔ ان شاء اللہ (تبصرہ: سید یونس الحسنی)

’’حقیقت احمدیت‘‘ مؤلف: ملک احسان الحق

ضخامت:۱۲۸صفحات قیمت:۶۰ روپے ناشر: ادارہ صوت القرآن ۱۰۷ عرفان چیمبرز‘ چوک قرطبہ (مزنگ چونگی) لاہور

یہ کتاب بنیادی طور پر ملک احسان الحق صاحب کے ان مناظروں کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً وہ مرزائی مربّیوں سے

کرتے رہے۔ یوں تو بہت سے نکات اس کے مشتملات ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ عقائد کے بنیادی اصول، عقیدۂ ختم نبوت ،اجماعِ امت، مرزا قادیانی کی دھوکہ بازدوغلی پالیسی،لوگوں سے مکرو ریا، مرزائیت، مرزائیوں کا عقیدہ اور دلائل، امتی نبی کا نظریہ، حجت وحی الٰہی، نبوت کسبی یا وھبی، مرزا کی عقل وخرد سے عاری کھوکھلی شخصیت اور اُس کی پیش گوئیوں کے انجام پر کھل کر گفتگو کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ تاج برطانیہ کا ''تبرکِ فاجعہ'' ہے۔تبلیغ ودعوتِ اسلام کی آڑ لے کر مسلمانان برصغیر میں مذہبی مناقشت پیدا کر کے اس دجل بے مرام نے فرنگی حکومت کی تقویت کے لیے جو تگ وتاز کی وہ ماضی قریب کی تاریخ کا انتہائی سیاہ باب ہے۔فرزندان اسلام اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر قربان ہونا توشۂ آخرت سمجھتے ہیں۔مرزا قادیانی کے گستاخانہ دعاوی اور مرزائیوں کی اشتعال انگیز کے باعث حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیر قیادت ۱۹۳۴ء میں قادیاں سے تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا،قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں یہ عروج آشنا ہوئی' جس میں دس ہزار مسلمانوں نے تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ بے پناہ فراخدلی سے پیش کیا۔نتیجۃً قصر قادیانیت کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں حتیٰ کہ ۱۹۷۴ء میں انہیں آئینی طور پر کافر تسلیم کر لیا گیا ۔اس کتاب میں آیات قرآنی کا صحیح صحیح اطلاق کر کے قادیانی دجل وتلبیس کا محاسبہ کیا گیا ہے،عقلی دلائل وبراہین کے ذریعے خود مرزائی مربّیوں سے اعتراضات کرائے گئے ہیں جس سے اس کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ردّ قادیانیت کے طالب علموں کے لیے یہ انمول تحفہ ہے۔حضرت امام مہدی کے مبارک وجود اور ان کی تشریف آوری کے باب میں مؤلف نے ٹھوکر کھائی ہے، یہ درست کہ بعض لوگوں نے اپنی منشا کے مطابق روایات وضع کیں لیکن یہ سچ اپنی جگہ اٹل ہے کہ کتب احادیث میں روایات صحیحہ تواتر سے موجود ہیں جن کی صحت سے کسی کو مجال انکار نہیں ہوسکتی۔دراصل موصوف قرآنِ حکیم سے کسی آیت مبارکہ کے متلاشی رہے ہیں جو ظہور مہدی کی پیش گوئی ہو۔ایسی کوئی آیت نہ ملنے پر وہ سہو کا شکار ہوگئے ہیں۔اس دلیل کو درست تسلیم کیا جائے تو سوالات پیدا ہوتے ہیں' قرآن پاک میں نمازوں کی رکعتوں کا ثبوت کہاں ہے؟ اسلام کے چھ کلمے کہاں ہیں؟ ایمان کی دوصفات کا ذکر کس جگہ ہے؟ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے نکات ہیں۔اصولاً کتاب اللہ میں موجود ہیں مگر تفصیلاً ڈھونڈے سے نہیں ملتے' صرف حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی صراحت وضاحت فرمائی ہے۔جس پر ایمان لانا ازبس ضروری ہے۔ فاضل مؤلف اس نکتے پر توجہ فرمائیں۔کتاب کا نام ''حقیقت احمدیت'' کی بجائے ''حقیقت مرزایت'' ہونا چاہیے تھا۔(تبصرہ: سید یونس الحسنی)

''تبلیغ دین اور اس کی ضرورت'' افادات: مولانا اشرف علی تھانویؒ مرتب: محمد اقبال قریشی

قیمت: چار روپے کے ڈاک ٹکٹ/ ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ' جناح ٹاؤن' ہارون آباد

اس انحطاط کے دور میں' جبکہ ہر طرف مذہبی بے راہ روی عام ہے۔ضروری ہے کہ ایک ایسی جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے' نیکی کی ترغیب دے اور برے کاموں سے روکے۔زیر بحث رسالے میں اسی اہم انسانی فریضے کی طرف توجہ دلائی

گئی ہے۔(تبصرہ: ابوالادیب)

''بدنظری اور اس کا علاج'' مرتب: محمد اقبال قریشی

قیمت: چار روپے کے ڈاک ٹکٹ ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، جناح ٹاؤن، ہارون آباد

زیرنظر رسالے میں مرتب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اُن پر نگاہ بھی نہ ڈالی جائے۔ بدنظری بہت بڑا گناہ ہے۔ مؤلف نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات وملفوظات سے متعلقہ مواد کو یکجا کر دیا ہے۔(تبصرہ: ابوالادیب)

''آدابِ اسلام'' افادات: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ مرتب: محمد اقبال قریشی

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، جناح ٹاؤن، لاہور

چونسٹھ صفحات کی اس چھوٹی سی کتاب میں مرتب نے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات سے بہت ہی قیمتی باتیں منتخب کر کے شائع کر دی ہیں۔ عام قاری کیلئے بہت ہی مفید کتاب ہے۔(تبصرہ: ابوالادیب)

''حجاج بن یوسفؒ'' مؤلف: ابن اعظم

قیمت: ۲۰ روپے ضخامت: ۴۸ صفحات ناشر: مکتبہ تطہیر تاریخ اسلام، لاہور، کراچی، اسلام آباد

اس رسالہ میں اموی گورنر حجاج بن یوسف کی زندگی کے حالات وواقعات بیان کئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جو گرد وغبار، اشرار کی طرف سے تاریخ پر ڈالا جاتا رہا ہے، اسے صاف کیا جائے کہ ایک خاندان برسراقتدار آیا تو وہ دوسرے خاندان کی تمام اچھائیوں کو تاریخ سے کھرچنے کی کوشش کرتا رہا۔ دوسرے خاندان کو حکومت ملی تو اس نے سارا زور پہلے خاندان کی برائیاں بیان کرنے میں لگا دیا۔ تاریخ کے روز بازار میں، مؤرخ کے صوابدیدی جذبے کے دخل کا انکار مشکل ہے۔ انسان محاسن وقبائح کا مجموعہ ہے۔ انبیاء ورسل معصوم عن الخطاء اور صحابہ محفوظ ومغفور ہیں۔ اور صرف تنقید سے بالا ہیں۔ باقی ہر شخص کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کیا جائے تو شخصیت مکمل ہوتی ہے۔ باقی حجاج بن یوسف نے قرآن پاک پر اعراب لگانے سمیت بہت سے اچھے کام کئے۔ بے شک وہ ایک اچھا منتظم اور مارشل قسم کا آدمی تھا۔ مگر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ جو مآخذ کی قدیم تمام کتابوں میں موجود ہے، اُس سے اُسے بَری کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ واقعہ کی نوعیت میں فرق ہوسکتا ہے مگر اس کے وقوع میں کوئی حرف نہیں لگایا جا سکتا۔ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

دعائے صحت

- مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن جناب ملک ظہور الحق کے والد صاحب شدید علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام کے قدیمی معاون محترم سید عبدالستار شاہ صاحب (بدلی شریف، ضلع رحیم یار خان) شدید علیل ہیں اور ہسپتال داخل ہیں۔ قارئین اُن کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔(ادارہ)

○ عراق پر امریکی جارحیت‘ عیسائیت کا اسلام پر حملہ ہے (سید عطاء المہیمن بخاری)

تلہ گنگ (۱۷ فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ عراق پر امریکی جارحیت‘ عیسائیت کا اسلام پر حملہ ہے۔ حضرت پیر جی مدظلہ ۱۷ فروری کو بعد از نماز عشاء مجلس احرار کے زیر اہتمام مسجد سیدنا ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں ’’عظمت قرآن‘‘ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ کروڑوں انسانوں نے دنیا بھر میں مظاہرے کر کے امریکہ کی انسانیت دشمن پالیسیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام دنیا نے امریکی استعمار سے نفرت کا برملا اظہار کر کے اسے عالمی صف میں تنہا کر دیا ہے، مگر ہمارے عاقبت نااندیش حکمران ابھی تک امریکی غلامی کا تمغہ سینے پر سجائے ملّت اسلامیہ پر عرصۂ حیات تنگ کرنے میں امریکہ کے مددگار بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی اسلامی ریاست کی تباہی میں موجودہ حکمرانوں نے شرمناک کردار ادا کیا اور وہی مذموم کھیل عراق کے خلاف بھی کھیل رہے ہیں، لیکن یہ بھول رہے ہیں کہ عراق کے بعد کل ہماری باری آنے ہی کو ہے، انہوں نے کہا کہ ہم آزمائش کی اس گھڑی میں عراقی مسلمان بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں اور کفریہ قوتوں کے جارحانہ عزائم کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ کانفرنس سے قاری محمد سعید اور قاری محمد عابد نے بھی خطاب کیا۔ یہ کانفرنس مقامی احرار کارکن حاجی غلام شبیر کے بیٹے حافظ محمد بلال کے حفظ قرآن مجید کی تکمیل کے موقع پر منعقد ہوئی۔

○ قرآن وسنت پر عمل سے ہی مسلمانوں کا وقار بحال ہوسکتا ہے

جلال پور پیروالہ (یکم مارچ) جامعہ فاروقیہ صوۃ القرآن جلال پور پیروالہ میں امیر مجلس احرار اسلام ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے حاضرین کو ذکر اللہ کرانے کے بعد‘ خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان قرآن اور پیغام نبوی ﷺ کو چھوڑ کر اپنی عظمت ووقار کھو چکے ہیں‘ اسی وجہ سے امت مسلمہ پر یہود ونصاریٰ رعب ڈال کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم سپر پاور ہیں‘ حالانکہ سپر پاور اللہ کریم کی ذات ہے۔ ہم اگر کردار وعمل میں رحمتِ دوعالم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی۔ مجلس کا اہتمام قاری عبدالرحیم فاروقی اور عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عورت کے گھر سے نکلنے کی وجہ سے معاشرہ میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ مل رہا ہے۔ حدیث کے مطابق بے پردہ گھر سے نکلنے والی عورت پر اللہ تعالیٰ، انبیاء اور فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ آج کے نوجوان کو قرآن کی بجائے گانے بجانے سے رغبت ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس جگہ قرآن کریم کثرت سے پڑھا جاتا ہے، وہاں پر آنیوالا عذاب ٹل جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور زیارت سے روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس مقام پر اللہ کی یاد میں اجتماعات منعقد ہوتے ہیں وہاں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں ایسی روحانی مجالس میں شریک افراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت ونجات کے مستحق ہوتے ہیں۔

○ سیدنا حسینؓ نے غیرت وحمیت کا جو درس دیا‘ وہ قیامت تک اہل ایمان کیلئے مینارۂ نور رہے

○ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم گواہانِ نبوت ﷺ اور نجات ومغفرت کے سند یافتہ ہیں

○ سانحہ کربلا دراصل یہودان خیبر اور خبیثانِ عجم کی سازشوں کا تسلسل اور آخری کاری وار ہے

○ مسلمان، حسینی افکار پر عمل کر کے امریکہ جیسے طاغوت کا مقابلہ کر سکتے ہیں

دارِ بنی ہاشم، ملتان میں انتیسویں سالانہ "مجلس ذکرِ حسین" سے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور دیگر کا خطاب

ملتان (۱۵ر مارچ) دشمن کی تمام تر سازش اس بات کے لیے ہے کہ مسلمانوں کے جسدِ ملّی کو کمزور اور مضمحل کیا جائے اور ملت واحدہ کو حسینی عقائد و افکار اور اسوۂ ازواج واصحابِ رسول (علیہم الرضوان) سے دور کر دیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے دارِ بنی ہاشم، ملتان میں انتیسویں سالانہ "مجلس ذکر حسین" کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ابن سباء کی ذریت البغایا نے دھوکہ دے کر کربلا میں شہید کیا اور یہودانِ خیبر کا انتقام لے کر امت مسلمہ کو لخت لخت کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہیدِ غیرت ہیں۔ انہوں نے غیرت و حمیت کا جو درس دیا، وہ قیامت تک اہل ایمان کے لیے مینارۂ نور رہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان آج بھی حسینی افکار پر عمل کر کے امریکہ جیسے طاغوت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے پیغام کو محو کر کے اسلام کے الہامی و آفاقی عقائد کو بگاڑنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جس عاقبت نا اندیش طبقے نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، اسی گروہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش کی اور ان کے خون بے گناہی سے اپنے ہاتھ رنگے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مقام و منصب صحابہ رضی اللہ عنہم، قرآن کی نص ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم گواہانِ نبوت ﷺ اور وہ نجات و مغفرت کے سند یافتہ ہیں۔ وہ اسلام کی پہلی مکمل سوسائٹی کے قدسی صفت انسان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سانحہ کربلا دراصل یہودانِ خیبر اور خبثائِ عجم کی ان سازشوں کا تسلسل اور آخری کاری وار ہے، جس کا آغاز سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت سے ہوا۔ "مجلس ذکر حسین" سے مولانا محمد مغیرہ، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی، حافظ محمد اکرم احرار اور سید عطاء المنان بخاری نے بھی خطاب کیا۔

○ امت مسلمہ متحد ہو کر اسلام کے احیاء و نفاذ اور یہود و نصاریٰ سے آزادی کی جنگ لڑے

○ خاکسار شہداء کی قربانی تحریک آزادی کا روشن باب ہے (سید محمد کفیل بخاری)

لاہور (۱۹ مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے خاکسار شہداء کی قربانی تاریخ آزادی کا روشن باب ہے۔ وہ خاکسار شہداء کی یاد میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر کی آزادی کے لیے انگریز سامراج کے خلاف مجلس احرار، جمعیت علمائے ہند اور دیگر جماعتوں کے ساتھ ساتھ خاکسار تحریک نے بھی زبردست جدوجہد کی اور لازوال قربانیاں دیں۔ جس آزادی کے لیے شہداء نے جانیں قربان کیں، آج اُسے پھر غلامی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ امریکہ عالم اسلام کے وسائل پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ افغانستان کے بعد اب عراق امریکی جارحیت کا نشانہ بن گیا ہے اور پھر نہ جانے کون کون امریکی مظالم کا شکار بنے گا۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ متحد ہو کر اسلام کے احیاء و نفاذ اور یہود و نصاریٰ سے آزادی کی جنگ لڑے۔ اس تقریب سے، بزرگ

سیاست دان نواب زادہ نصر اللہ خان، خاکسار تحریک کے قائد علامہ حمید الدین مشرقی، حافظ محمد ادریس اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

○ ملین مارچ میں مجلس احرارِ اسلام کی شرکت

لاہور (۲۳ / مارچ) مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق احرار کارکنوں نے عراق پر امریکی جارحیت اور مظالم کے خلاف متحدہ مجلس عمل کے ملین مارچ میں شرکت کی۔ مجلس احرارِ اسلام کے کارکنوں کا ایک بڑا جلوس مرکزِ احرار وحدت روڈ سے مرکزی ناظمِ اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد کی قیادت میں روانہ ہو کر ملین مارچ میں شامل ہوا۔ احرار کارکنوں نے سرخ قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور سرخ جھنڈے لہرا کر عالمی سامراج کے مظالم کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ جلوس میں میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، علامہ عبدالنعیم نعمانی، چودھری محمد اکرام، مولانا محمد مغیرہ، مہر محمد انور، محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، ملک محمد یوسف، سید یونس الحسنی، آغا دلبر کاشمیری اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

○ امریکی درندے کو دہشت گردی سے نہ روکا گیا تو مزید مسلم ممالک بھی اس کی جارحیت کا نشانہ بنیں گے

(سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۲۱ مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے دارِ بنی ہاشم میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عراق پر امریکی حملہ بلا جواز اور مسلمانوں کے خلاف کھلی جارحیت ہے۔ امریکہ کو نہ تو انسانیت کی پروا ہے اور نہ ہی بین الاقوامی قوانین اور اخلاقیات کا کوئی خیال۔ مسلمانوں کے خلاف امریکی دہشت گردی اور ظالمانہ اقدامات سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کا کوئی وجود باقی نہیں رہ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر خونخوار امریکی درندے کو سفا کی سے نہ روکا گیا تو وہ مزید مسلم ممالک کو بھی نشانہ بنائے گا۔

○ مسلم حکمران امریکہ کا راستہ روکیں (پروفیسر خالد شبیر احمد)

○ شہداء ختم نبوت اُمت کے محسن ہیں (سید محمد کفیل بخاری)

چناب نگر (۲۱ مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ دنیا کی مسلمان حکومتوں کو اپنا محکوم اور غلام بنانا چاہتے ہیں۔ وہ مسجد احرار جامعہ ختم نبوت' چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مسلم ممالک نے متحد ہو کر امریکی دہشت گردی کا راستہ نہ روکا تو امریکہ ایک ایک کر کے سب ملکوں کو جارحیت کا نشانہ بنائے گا۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ عراق و حجاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ''گریٹ اسرائیل'' بنانا چاہتا ہے۔ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے مرصع و مزین ہے۔ شہدا ختم نبوت دراصل شہداء بدر و اُحد، شہداء کربلا اور شہداء جنگ یمامہ رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا تسلسل ہی تھے۔ وہ امت کے محسن تھے۔ کانفرنس سے مولانا محمد مغیرہ، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا خلیل احمد، مولانا محمد رمضان اور مولانا مسعود احمد سروری نے بھی خطاب کیا۔

- ''حسن رانی میں ہو یا حکمرانی میں ہو' حسن حسن ہی ہوتا ہے۔
- مجھے، نصر اللہ اور مودودی کو ماں بہن کی گالی دینے پر ان کی زبان اس طرح چلتی ہے' جس طرح اُس بازار میں نوابوں کے نوٹ چلتے ہیں۔
- جھریاں بھری ہوئی تھیں' دربار علی شاہ کے چہرے پر۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جھریاں نہیں ہیں' ایسے لگتا تھا جیسے تاریخ طمانچے مار کر پاس سے گزر گئی ہے۔
- دن کو کابینہ کا اجلاس اٹینڈ کرتے' رات کو کسی ثمینہ کا گلاس اٹینڈ کرتے ہیں۔
- میاں صاحب! آپ کی سات نسلیں اور بھی پیدا ہو جائیں مگر محمد عربی ﷺ کے ملک میں محمد کی میم چلے گی' ماؤ کی میم نہیں چلے گی۔ مدینے کی میم چلے گی' ماسکو کی میم نہیں چلے گی۔
- [redacted]
- [redacted] کرتی ہیں۔
- اخلاق جتنا پست ہوتا چلا جاتا ہے مہنگائی اتنی بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔
- شاہ جیؒ نے تیور بدلے' اپنی خم کھاتی ہو کو بل دیا اور جب ان کی زلفیں خم کھاتی تھیں تو ان کی خطابت کا گلوب گھومتا تھا۔

مرتب: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

ضخامت: 336 صفحات

شائع ہو گیا ہے!

[redacted]

- لوگ یونیورسٹیوں میں پڑھتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ میں جیل خانوں میں پڑھتا رہا اور پروان چڑھتا رہا۔''

ایسے ہی ادب پاروں پر مشتمل آغا شورش کاشمیری کی ہنگامہ خیز تقاریر کا پہلا مجموعہ

رعایتی قیمت مع ڈاک خرچ:-/150 روپے

- بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون:061-511961
- مکتبہ احرار 69/c حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، کرم آباد، نیو مسلم ٹاؤن، ملتان فون:042-5865465
- مکتبہ معاویہ جامعہ مسجد روڈ، چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال

پچیسویں (۲۵) سالانہ دوروزہ

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

جامع مسجد احرار چناب نگر ۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ

زیرِ صدارت:

ابن امیر شریعت
قائد احرار، حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

قائدین احرار اور دیگر رہنما بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کریں گے

پروگرام:

۱۱ ربیع الاوّل — پہلی نشست بعد از ظہر تا عصر — دوسری نشست بعد نماز عشاء

۱۲ ربیع الاوّل — بعد نماز فجر درس قرآن کریم — ۱۱ بجے صبح تا ظہر تقاریر

جلوس

حسب سابق بعد از ظہر: سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔
دوران جلوس مختلف مقامات پر زعماءِ احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر واشاعت:

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر 04524-211523 ملتان 061-511961 لاہور 042-5865465 چیچہ وطنی 0445-482253

جام شیریں فیملی

جو پیئے اسی کا ہو جائے

ڈسٹری بیوٹرز: معاویہ ٹریڈرز جامع مسجد روڈ۔ چیچہ وطنی فون:0445-610953